عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
# ختم نبوت
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
جلد: ۳۶ | ۸ تا ۱۵/ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۸ تا ۱۵/ مارچ ۲۰۱۷ء | شمارہ: ۱۰

آل پارٹیز تحفظِ ناموسِ رسالت کانفرنس کے مطالبات

## مغربی میڈیا اور مسلمان

## اُردو صحافت کی بدلتی قدریں

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

## میت سے متعلق چند سوالات

س:......ایک عورت یہ وصیت کرنا چاہتی ہے کہ ان کے انتقال کے بعد صرف محرم مرد حضرات ہی میت کو کندھا دیں؟ کیا انتقال کے بعد مجمع میں یہ اعلان کیا جاسکتا ہے اور اس پر عمل کیا جاسکتا ہے؟

ج:...... اس طرح کی وصیت کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں اور نہ ہی زندہ ورثا پر اس قسم کی وصیتوں پر عمل درآمد کرنا لازم اور ضروری ہے، اس لئے ایسی وصیت سے اجتناب کیا جائے۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

”(والفتویٰ علی بطلان الوصیة) عزاہ فی الھندیة الی المضمرات، ای لو اوصی بان یصلی علیه غیر من له حق التقدم او بان یغسله فلان لایلزم تنفیذ وصیته...وکذا تبطل لو اوصی بان یکفن فی ثوب کذا اویدفن فی موضع کذا عزاہ الی المحیط....الخ“

(الفتاویٰ الشامیة، ص:۲۲۱، ج:۲، باب صلاۃ الجنائز، طبع سعید)

س:......اہلیہ کے انتقال کے بعد میت کو خاوند قبر میں اتار سکتا ہے، اس میں ممانعت تو نہیں ہے؟

ج:......عورت کو لحد (قبر) میں اتارنے کے لئے محرم رشتہ دار ہونے چاہئیں، اگر محرم رشتہ دار نہ ہوں تو اس صورت میں پھر شوہر اتار سکتا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”وذوالرحم المحرم اولی باد خال المرأۃ من غیرھم کذافی الجوھرۃ النیرۃ، وکذا ذوالرحم غیر المحرم اولی من الاجنبی، فان لم یکن فلا باس للاجانب وضعھا کذافی البحر الرائق....الخ“

(الفتاویٰ العالمگیریة، ج:۱، ص:۱۶۶، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، طبع رشیدیہ کوئٹہ)

س:......اہلیہ کی والدہ یعنی ساس کو خاوند انتقال کے بعد صورت دیکھ سکتا ہے؟ مزید ساس کو قبر میں اتارنے میں معاونت اور مدد کرسکتا ہے؟

ج:......داماد چونکہ ساس کے محارم میں سے ہے، اس لئے داماد اپنی ساس کے انتقال کے بعد اس کا چہرہ بھی دیکھ سکتا ہے اور قبر میں بھی اتار سکتا ہے۔

س:......داماد کے انتقال کے بعد یعنی سگی ساس صورت دیکھ سکتی ہے؟

ج:......جی ہاں! دیکھ سکتی ہے۔

س:......اہلیہ کے انتقال کے بعد خاوند میت کی صورت دیکھ سکتا ہے؟ غسل کے بعد۔

ج:...... بیوی کے انتقال کے بعد شوہر اس کا منہ دیکھ سکتا ہے، البتہ اس کے جسم وغیرہ کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

البدائع الصنائع میں ہے:

”بخلاف ما اذا ماتت المرأۃ حیث لا یغسلھا الزوج لان ھناک انتھیٰ ملک النکاح نعدام المحل فصار الزوج اجنبیاً۔“ (البدائع، ص:۳۰۴، کتاب النکاح)

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ
# ختم نبوۃ
مجلس

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ ۱۵تا۲۸ /جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۵تا۲۸/ مارچ ۲۰۱۷ء شمارہ:۱۰

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

## اس شمارے میں!

| | | |
|---|---|---|
| ناموس رسالت قانون کے تحفظ کا عہد! | ۵ | محمد اعجاز مصطفیٰ |
| مغربی میڈیا اور مسلمان | ۷ | مولانا جعفر مسعود حسنی ندوی |
| اردو صحافت کی بدلتی قدریں | ۹ | مولانا مجیب الرحمٰن دیوورگی |
| دہشت گردی کی حالیہ لہر | ۱۱ | مولانا محمد حنیف جالندھری |
| آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کے مطالبات | ۱۳ | مولانا زاہد الراشدی |
| معتمد اور غیر معتمد تفاسیر (۱۰) | ۱۴ | مولانا فضل محمد حسن زئی مدظلہ |
| تین شبہات کے جوابات | ۱۷ | شیخ الحدیث مولانا منیر احمد |
| تحفظ ختم نبوت پروگرام | ۱۹ | حافظ محمد کلیم اللہ نعمان |
| مولانا عبدالقادر شجاع آبادی | ۲۱ | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی |
| تحفظ ختم نبوت کی خاطر قربانیاں (۴) | ۲۲ | مولانا محمد حذیفہ دستانوی |
| مرزا قادیانی کا تعارف و کردار (۲۵) | ۲۵ | حافظ عبیداللہ |

زرتعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

## بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۸۳۴۸۶-۰۶۱، ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

## اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت

حدیث قدسی ۵: حضرت ابوذرؓ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو مگر وہ شخص جس کو میں نے راہ دکھائی اور جس کی میں نے رہنمائی کی، پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو تا کہ میں تم کو سیدھی راہ دکھاؤں۔ تم سب کے سب فقیر اور محتاج ہو مگر وہ شخص جس کو میں غنی اور بے پروا کردوں، پس تم مجھ سے سوال کرو، میں تم کو رزق عطا کروں گا، تم سب کے سب گناہگار ہو مگر وہ شخص جس کو میں نے بچالیا، پس جو شخص تم میں سے یہ جانتا ہے کہ میں مغفرت اور بخشش کی قدرت رکھتا ہوں اور مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو میں اس کو معاف کردیتا ہوں اور گناہ معاف کرنے میں کچھ پروا نہیں کرتا اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے مردہ اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب کے سب میرے پرہیزگار بندوں میں سے کسی ایک بندے کے متقی دل کی مانند ہوجائیں تو یہ میری سلطنت اور میری حکومت میں ایک مچھر کے پر کے برابر زیادتی نہیں کرسکتے اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے مردے اور زندے تمہارے کمزور اور توانا سب کے سب میرے بدبخت اور گناہگار بندوں میں سے ایک بندے کے دل کی مانند ہوجائیں تو میری حکومت وسلطنت میں سے یہ اجتماع ایک مچھر کے پر کے برابر کمی نہیں کرسکتا اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے، مردے اور زندے، کمزور اور توانا سب کے سب ایک مقام میں جمع ہوکر ہر ایک انسان اپنی اپنی آرزوئیں اور امیدیں مجھ سے مانگے اور میں ہر ایک سائل کی خواہش پوری کردوں تو میری سلطنت اور میرے خزانوں میں اتنی کمی نہ ہوگی جیسے تم میں سے کوئی شخص سمندر پر گزرتے ہوئے ایک سوئی سمندر میں ڈبو کر اٹھالے اور اس پر کچھ پانی کی تری آجائے یہ اس لئے کہ میں جود وسخا کا مالک ہوں اپنی خدائی میں تنہا اور اکیلا ہوں، میری عطا اور میرا دینا صرف میرا ایک حکم کردینا ہے میری پکڑ اور میرا عذاب بھی صرف میرا ایک حکم کردینا ہے جب میں کسی شے کے موجود کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو میرا صرف اسی قدر کہنا کافی ہوتا ہے کہ ہوجا تو وہ شے موجود ہوجاتی ہے۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

ان دونوں روایات کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کے اختیارات ہر قسم کی حکومت وسلطنت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، یہ جو فرمایا ہے کہ تمہارے انسان اور تمہارے جنات اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام مخلوق اپنی اپنی حاجتیں پیش کرے تو اللہ سب کی حاجتیں اور مرادیں پوری کردے گا۔ ایک متقی اور ایک گناہگار کے قلب پر جمع ہوجانے سے مراد یہ ہے کہ سب کے سب متقی اور پرہیزگار ہوجائیں یا سب کے سب گناہگار اور فاسق ہوجائیں تو متقی خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

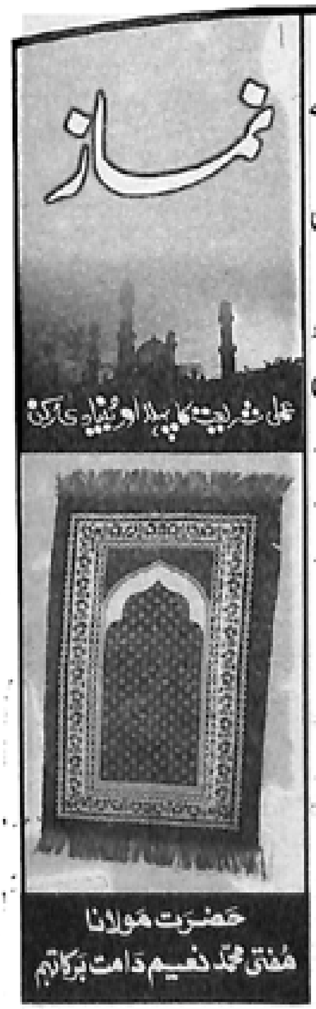


## مسجد

۱۵:... مسجد میں داخل ہونے کے بعد اگر پہلے سے باوضو ہوں، وقت میں گنجائش ہو، مکروہ وقت نہ ہو تو پہلے دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ (اگر وقت میں گنجائش نہ ہو اور فرض سے پہلے کی سنتوں کی ادائیگی ہورہی ہو تو تحیۃ المسجد کی ادائیگی کا ثواب اسی میں مل جائے گا)۔ (مسائل بہشتی زیور، ج:۱، ص:۲۲۸)

۱۶:... سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد اگر جماعت کی نماز سے پہلے کچھ وقت باقی ہو تو اس کو وقت کی مناسبت سے نوافل، قضا نماز، تلاوت قرآن، ذکر اللہ، درود شریف، استغفار، دعاؤں یا دین کی کوئی بات دوسرے نمازی کو سمجھانے میں لگانا چاہئے۔

۱۷:... مسجد میں دوڑنا منع ہے، خصوصاً جماعت میں شامل ہوتے یا رکعت حاصل کرتے وقت لازمی طور پر احتیاط کرنی چاہئے، نہ ہی دوڑنا چاہئے نہ ہی تیز چلنا چاہئے بلکہ متانت اور وقار کے ساتھ آہستہ چلتے ہوئے پورے اطمینان کے ساتھ جماعت میں شامل یا رکعت حاصل کرنی چاہئے۔

۱۸:... خصوصاً وضو کے بعد گیلے پیروں سے مسجد کے فرش پر دوڑنے سے نہ صرف مسجد کے تقدس واحترام میں فرق آئے گا بلکہ پھسل کر گرنے کی وجہ سے خود کو بھی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

۱۹:... مسجد میں پہلی صف اگر مکمل ہوگئی ہو تو ثواب حاصل کرنے کی غرض سے درمیان میں نہیں گھسنا چاہئے۔

۲۰:... پہلی صف میں یا اپنی مخصوص جگہ پر پہنچنے کے لئے لوگوں کی گردنوں کو نہیں پھلانگنا چاہئے۔

۲۱:... مسجد کے اندر ایسے بچوں کو نہیں لے جانا چاہئے جو پاکی و ناپاکی کا اور مسجد کے تقدس کا خیال نہ رکھ سکتے ہوں۔ نیز اس سے بڑی عمر کے بچوں کو ضرور لے جانا چاہئے تا کہ وہ نماز کے عادی بنیں، البتہ انہیں بھی آپس میں دنگا فساد اور شور شرابے سے دور رکھنا چاہئے۔ اگر علیحدہ کھڑے کرنے کی صورت میں دنگا فساد اور شور شرابے کا خطرہ ہو تو انہیں اپنے ساتھ لے کر صف کے آخر میں رکھنا چاہئے۔

۲۲:... مسجد کے اندر گند پھیلانا، اونچی آواز سے بات کرنا، لڑائی جھگڑا کرنا، گالم گلوچ کرنا مسجد کے تقدس کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز اور ممنوع ہے۔

۲۳:... مسجد میں صرف مسافر اور اعتکاف کرنے والے کو ہی کھانے پینے اور سونے کی اجازت ہے۔ تبلیغی جماعتیں اس کا اہتمام رکھتی ہیں، البتہ ان کے درمیان بھی یاددہانی کے طور پر مذاکروں میں یہ بات آتی رہنی چاہئے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

## آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کراچی میں

# ناموسِ رسالت قانون کے تحفظ کا عہد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

تاریخ اور قانون سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ تحفظ ناموسِ رسالت کا قانون ابتدائی طور پر انگریز کے دور میں تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۵ کے تحت ۱۹۲۷ء میں بنا، جس میں ثبوتِ جرم پر مجرم کے لیے دو برس قید سزا مقرر کی گئی، جو کہ اس جرم کے اعتبار سے یہ سزا ناکافی تھی۔ پھر ۱۹۸۴ء میں تعزیراتِ پاکستان کے تحت دفعہ ۲۹۵ سی کا اضافہ کر کے اس جرم کی سزا’سزائے موت یا عمر قید مع جرمانہ تجویز کی گئی۔

ظاہر ہے اہانتِ رسول جیسے ارتکابِ جرم پر یہ سزا بھی بہت کم تھی۔ اسی لیے وفاقی شرعی عدالت نے اکتوبر ۱۹۹۰ء میں اپنے ایک فیصلہ کے تحت صدرِ پاکستان کو ہدایت کی کہ ۳۰/اپریل ۱۹۹۱ء تک اس قانون کی اصلاح کی جائے اور اس دفعہ میں ’’یا عمر قید‘‘ کے الفاظ حذف کر کے توہینِ رسالت کی سزا صرف ’’موت‘‘ مقرر کی جائے اور فیصلہ میں مزید کہا کہ: مذکورہ بالا تاریخ تک اگر اس قانون میں اصلاح نہ کی تو یہ الفاظ کالعدم قرار پائیں گے اور صرف سزائے موت قانون قرار پائے گا۔ مقررہ تاریخ تک حکومت نے اس قانون میں کوئی اصلاح نہیں کی، تو وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کے مطابق یہ قانون بن گیا کہ توہینِ رسالت کے جرم کی سزا صرف موت ہے۔

اس کے بعد قومی اسمبلی نے ۲/جون ۱۹۹۲ء کو متفقہ قرارداد منظور کی کہ توہینِ رسالت کے مرتکب کو سزائے موت دی جائے۔ پھر ۸/جولائی ۱۹۹۲ء کو سینیٹ نے بھی یہ بل پاس کر دیا۔ تو اس طرح یہ بل ان مراحل سے گزرنے کے بعد متفقہ قانون بن گیا۔

پیپلز پارٹی کے گزشتہ دورِ حکومت میں بھی بیرونی دباؤ کی بنا پر اس قانون کو چھیڑنے کی کوشش کی گئی تھی، اس وقت کے وزیر قانون جناب بابر اعوان صاحب نے ایک خصوصی کمیٹی مقرر کی کہ وہ اس قانون کا شروع سے آخر تک ہر اعتبار سے جائزہ لے کر جامع رپورٹ پیش کرے کہ اس قانون میں کہیں کوئی سقم یا کمزوری ہو تو اس کا ازالہ کیا جائے۔ اس کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں کہا گیا کہ یہ قانون ہر اعتبار سے صحیح اور درست ہے، کسی قسم کا اس میں سقم، جھول یا کمزوری نہیں، لہٰذا طے ہوا کہ توہینِ رسالت کے مجرم کی سزا’سزائے موت ہی ہے اور اس سزا کو جوں کا توں ہی برقرار رکھا جائے۔

اب کچھ دنوں سے پھر این جی اوز کی خوشنودی، مغربی ایجنٹوں کی ناز برداری اور مغربی آقاؤں کی خواہشات کی تکمیل کے لیے اس قانون کو غیر مؤثر کرنے کی کوششیں شروع کر دی گئی ہیں، جس کی بنا پر ملک میں کئی ایسے اقدامات کیے گئے اور کئی ایسے واقعات رونما ہوئے جو اس بات کی غمازی اور چغلی کھا رہے تھے کہ اس ملک میں کچھ ہونے والا ہے، جن کی بنا پر علمائے کرام اور مسلمانانِ پاکستان میں اضطراب، بے چینی اور فکرمندی کا پایا جانا ایک بدیہی امر تھا، اسی لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کراچی میں اے پی سی کا اعلان کیا جو ۲۱/فروری کو منعقد کی گئی۔ جس کی تفصیلات اخبارات میں یوں شائع ہوئیں:

’’کراچی..... مختلف مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے حکومت اور مختلف قوتوں کو متنبہ کیا ہے کہ وہ تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں رد و بدل کے کسی بھی عمل سے مکمل گریز کریں اور اس حوالے سے مہم جوئی کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔ امت مسلمہ تحفظ ناموس رسالت پر کسی قسم کی نرمی دکھانے کے لیے تیار نہیں۔ تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم یا قادیانیوں کے حوالے سے آئینی ترمیم میں کسی بھی قسم کی تبدیلی برداشت نہیں کی جائے گی۔ یہ انتباہ منگل کو کراچی پریس کلب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے تحت آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت

کانفرنس میں کیا گیا۔ کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے کی، جبکہ دیگر شرکاء میں مجلس کے نائب امیر خواجہ عزیز احمد، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، رانا محمد انور، جمعیت علمائے اسلام کے قاری محمد عثمان، مولانا عبدالقیوم نعمانی، مفتی عبدالحق عثمانی، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے مفتی محمد رفیق سلفی، ایم کیو ایم پاکستان کے سینیٹر مولانا تنویرالحق تھانوی، پاک سرزمین پارٹی کے وسیم آفتاب، پیپلز پارٹی کے مفتی فیروزالدین ہزاروی، حاجی مظفر علی شجرہ، مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے محمد افضل سردار، جمعیت علمائے اسلام کے پیر عبدالشکور نقشبندی، نظام مصطفیٰ پارٹی کے الحاج محمد رفیق، جماعت غرباء اہلحدیث کے حافظ محمد سلفی، تنظیم علماء پاکستان کے قاری اللہ داد، عوامی نیشنل پارٹی کے یونس بونیری، جمعیت علمائے پاکستان (نورانی) کے سید عقیل انجم قادری، اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن مولانا امداداللہ، متحدہ علمائے محاذ پاکستان کے علامہ مرزا یوسف حسین، جماعت الدعوۃ کے مزمل اقبال ہاشمی، جمعیت علمائے اسلام (س) کے قاری عبدالمنان انور، حافظ احمد علی، جمعیت علمائے پاکستان کے محمد علیم خان غوری، تحریک انصاف کے اسرار عباسی اور مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں نے شرکت کی۔ تقریباً پانچ گھنٹے جاری رہنے والی آل پارٹیز کانفرنس میں مقررین نے تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے کھل کر گفتگو کی۔ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے کہا کہ ہم سب کا قرآن، نبی، دین اور قبلہ ایک ہے۔ امت مسلمہ کے اتحاد کی عمارت اسی پر قائم ہے اور اسی جذبے کے تحت ہم یہاں جمع ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت قانون بنانے اور اب اس کے تحفظ کے لیے کام کرنے والوں کو اللہ کے نبی کی شفاعت نصیب ہوگی۔ جو قوتیں اس قانون میں تبدیلی یا ترامیم کرنا چاہتی ہیں، ہم انہیں انتباہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس سے گریز کریں۔ یہ آسان کام نہیں ہے۔ امت مسلمہ کے لیے تحفظ ناموس رسالت سب سے بڑھ کر ہے اور اس کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ امید ہے کہ موجودہ حکمران اور مقتدر قوتیں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والی ہیں اور یہ لوگ ایسا کوئی کام نہیں کریں گے، جس سے تحفظ ناموس رسالت کے قانون پر آنچ آئے۔ انہوں نے کہا کہ بعض لوگ کرسی کے لیے حد سے گذر جاتے ہیں۔ امید ہے کہ موجودہ حکمرانوں اور مقتدر قوتوں کو کرسی کی کمزوری اور اس کے دھوکے کا علم ہوگا۔ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے کہا کہ حکمرانوں کی کرسی کی بقاء اسی میں ہے کہ تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے بارے میں کوئی سودے بازی نہ کریں اور ایسا کوئی بھی قانون بنانے سے گریز کریں، جس سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔ ناموس رسالت کے قانون میں کسی بھی طرح کی تبدیلی یا ترمیم کے نتائج انتہائی خوف ناک ہوں گے۔ کانفرنس کے مشترکہ اعلامیہ میں پیپلز پارٹی کے سینیٹر فرحت اللہ بابر کے بعض بیانات پر سخت تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔ اعلامیہ میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ تعزیرات پاکستان کے قانون 295-C کے خلاف سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے اور اس قانون کے تحفظ کا واضح اعلان کیا جائے۔ جناح یونیورسٹی کے ادارہ فزکس کو ڈاکٹر عبدالسلام کے نام سے منسوب کرنے سے اجتناب کیا جائے کیونکہ وہ اسلام اور پاکستان دشمن تھے۔ چناب نگر میں ریاست کے اندر ریاست کا ماحول ختم کیا جائے اور قانون کی حکمرانی یقینی بنائی جائے۔ ملک میں قادیانی چینلز کا نوٹس لیا جائے اور ان پر پابندی عائد کی جائے۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں قومیائے گئے تعلیمی اداروں میں سے صرف قادیانی تعلیمی اداروں کو واپس کرنا عوامی جذبات کی توہین اور ملک کی نظریاتی اساس کے منافی ہے۔ چکوال میں قادیانیوں کی فائرنگ سے شہید و زخمی ہونے والوں سے ہم سب یکجہتی کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے مطالبات کو فوری طور پر پورا کیا جائے اور جانبدارانہ رویہ ترک کیا جائے۔ اعلامیہ میں انتباہ کیا گیا ہے کہ اسلام آباد میں ہونے والی آل پارٹیز کانفرنس میں دی گئی مدت میں مطالبات پورے نہ کیے گئے اور حکومت کے طرز عمل میں تبدیلی نہیں آئی تو ملک گیر تحریک کا آغاز کیا جائے گا۔ جمعیت علمائے اسلام کے قاری محمد عثمان نے شرکاء کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ ہم سب تحفظ ناموس رسالت کے لیے کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۲؍فروری ۲۰۱۷ء)

اللہ تبارک وتعالیٰ حکام کو ان مطالبات کے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے ملک، قوم اور حکام کو کسی نئی آزمائش سے محفوظ فرمائے اور پاکستان کو مستحکم اور امن کا گہوارہ بنائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

# مغربی میڈیا اور مسلمان!

مولانا جعفر مسعود حسنی ندوی

میڈیا اور اسلام مخالف لٹریچر کے مطالعے سے اسلام اور مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں تشویش کا پیدا ہونا طبعی بات ہے، مغربی ملکوں کا اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں سلوک ایک جنونی کیفیت اختیار کرتا جارہا ہے، کچھ لوگ اس کو اسلاموفوبیا کا نام دیتے ہیں تو کچھ لوگ اسے ہسٹریائی دورہ قرار دیتے ہیں، صورت حال یہ ہے کہ مسلمان نوجوانوں کے خلاف دہشت گردی کے الزام میں یا اسلامی تحریک سے تعلق کی بنیاد پر خود مسلم ملکوں میں سخت کارروائیاں کی جارہی ہیں اور میڈیا کا سہارا لے کر صبح وشام ایسے مناظر پیش کئے جارہے ہیں اور ایسے واقعات نمایاں کئے جارہے ہیں جن سے مسلمانوں کے بارے میں غلط تصور قائم ہو اور وہ ایک جاہل اور وحشی قوم کی حیثیت سے دنیا کے سامنے آئیں، گویا ایک ہی فلم ہے جو بار بار دکھائی جارہی ہے اور اس کے ذریعہ پسپائی، شکست خوردگی اور مایوسی کا احساس پیدا کرنے کی ایک منصوبہ بند کوشش ہورہی ہے، جس کے اثرات نمایاں طور پر محسوس کئے جاسکتے ہیں، ان مناظر کو دیکھ کر اور ان خبروں کو پڑھ کر افسردگی اور دل شکستگی کا احساس ہر ایمان رکھنے والے کے دل میں پیدا ہوتا ہے، لیکن خوشی کی بات یہ ہے کہ ان سخت، تکلیف دہ مایوس کن اور ہمت شکن حالات میں بھی کثرت سے ایسی خبریں شائع ہورہی ہیں اور ایسی رپورٹیں سامنے آرہی ہیں جو اس ہار میں چھپی جیت کی طرف واضح اشارہ کررہی ہیں اور مایوسی کو امید میں، تکلیف کو راحت میں اور غم کو خوشی میں تبدیل کررہی ہیں، اب ان حوصلہ مند، باہمت جانبازوں کی قربانیاں رنگ لارہی ہیں اور ان کی کوششوں کے نتائج سامنے آرہے ہیں، وہ دین جس کی سربلندی کے لئے جان ومال کے نذرانے پیش کئے گئے، وہ دین اب غالب آرہا ہے اور اس کا دائرہ تیزی سے پھیل رہا ہے، یہ کوئی خواب نہیں تمناؤں اور آرزوؤں کا اظہار نہیں بلکہ وہ حقائق اور واقعات ہیں جن سے پورا یورپ بے چین ومضطرب ہے، کیونکہ وہ ان واقعات کی روشنی میں اپنی سرحدوں کو سمٹتے، آبادی کو گھٹتے، نسل کو ناپید ہوتے، اپنے ہی لوگوں کو بغاوت پر آمادہ ہوتے اور اسلام کی طرف عقیدت ومحبت کے ساتھ قدم بڑھاتے دیکھ رہا ہے۔

فرانسیسی وزارت داخلہ کی رپورٹ کے مطابق فرانس میں اسلام قبول کرنے والوں کا تناسب تین ہزار چھ سو سالانہ ہے، وزارت داخلہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ نومسلم فرانسیسی نماز اور روزے کی پابندی کے ساتھ شراب اور دوسری نشہ آور چیزوں سے بالکل دور رہتے ہیں اور ملکی قوانین کا پورا لحاظ رکھتے ہیں۔

برطانوی وزارت داخلہ نے مسلمانوں کے سلسلہ میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ ۲۰۰۱ء میں برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد سولہ لاکھ تھی جو اب بڑھ کر بیس لاکھ ہوچکی ہے، صرف برطانیہ میں چار لاکھ مسلمانوں کا اضافہ ہوا ہے۔

لاطینی امریکا میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ برازیل میں مسلمان اسی لاکھ سے زیادہ ہیں، یورپ کی اہانت آمیز حرکتوں اور جہالت پر مبنی خاکوں نے لوگوں کو اسلام کا مطالعہ کرنے اور اس کی حقیقت کو سمجھنے میں بڑا کردار ادا کیا ہے اور یہی مطالعہ ان کے مشرف بہ اسلام ہونے کا سبب بن رہا ہے۔

برطانیہ میں کئے گئے ایک تازہ ترین سروے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جمعہ کے دن مسجد میں آنے والے مسلمانوں کی تعداد اتوار کو کیتھولک چرچوں میں حاضری دینے والے کیتھولک عیسائیوں سے کہیں زیادہ ہے، تعجب کی بات یہ ہے کہ برطانیہ میں بند ہونے والے چرچوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے، بند ہونے والے چرچوں کا تناسب ۶۰ فیصد چرچ سالانہ تک پہنچ گیا ہے۔ برطانیہ ہی میں ایک ہزار چرچ ایسے ہیں جن میں اتوار کو عبادت کے لئے آنے والوں کی تعداد دس سے زیادہ نہیں ہوتی۔ ایک رپورٹ میں شائع ہوا ہے کہ اگر ان مذکورہ ایک ہزار چرچوں میں آنے والوں کی تعداد اسی طرح گھٹتی رہی تو خطرہ ہے کہ یہ چرچ بھی جلد ہی بند ہوجائیں گے، جب کہ مسلمانوں کے بارے میں رپورٹ کا یہ دعویٰ ہے کہ ۲۰۴۰ء تک مسجدوں میں آنے والوں کی تعداد چرچوں میں آنے والوں کے مقابلے میں دوگنی ہوجائے گی۔ رپورٹ میں اس پر بھی افسوس کا اظہار کیا گیا ہے کہ حالیہ مردم شماری کے موقع پر یہ رپورٹ نکلی کہ مذہب کے خانہ میں عیسائی لکھوانے والوں کی تعداد جو چند سال پہلے تک ۷۰ فیصد تھی، اب گھٹ کر ۳۵ فیصد رہ گئی ہے۔ عیسائی نوجوانوں کا اپنے مذہب سے بیزاری کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ چرچوں میں آنے والوں کی اوسط عمر ۶۲ سال ہے، جب کہ مسجدوں میں نماز کے لئے آنے والوں کی تعداد زیادہ تر نوجوانوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

ڈنمارک جس نے اسلام دشمنی کی ساری حدیں توڑ دیں، خود عیسائیت کی قتل گاہ بنا ہوا ہے۔ چرچوں کی

فروختگی وہاں ایک وبائی شکل اختیار کر چکی ہے، بقول بعض عیسائیوں کے اگر یہ چرچ نہ بیچے گئے تو مسلسل خالی رہنے کی وجہ سے یہ بھوتوں، جناتوں اور جرائم پیشہ افراد کا اڈا بن جائیں گے لہٰذا ان کا بیچ دینا ہی بہتر ہے۔

ڈنمارک چرچ کمیٹی کے بیان کے مطابق چرچوں میں ۸۲ فیصد لوگوں کا رجسٹریشن ہے اور حاضری صرف ۸ فیصد ہے، کمیٹی کی طرف سے ان چرچوں کے سلسلہ میں ایک یہ بھی پیشکش رکھی گئی ہے کہ اگر چرچوں میں عبادت نہیں کی جارہی ہے تو ان کو اصطبل بنادیا جائے یا میوزیم میں تبدیل کردیا جائے یا پھر فلم ہال کے طور پر ان کا استعمال کیا جائے، لیکن ان کو مسلمانوں کے ہاتھ نہیں بیچا جائے، کیونکہ یہ چرچوں کی توہین کے مترادف ہے۔

دوسری طرف یورپ ایک اور اہم مسئلہ سے دوچار ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنے مستقبل کے سلسلہ میں اندیشوں میں گھرا ہوا ہے اور وہ مسئلہ ہے شرح پیدائش میں کمی کا۔ یورپ میں بوڑھوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے اور بچوں کی تعداد گھٹ رہی ہے جبکہ اسی یورپ میں رہنے والے مسلمانوں کی شرح پیدائش اپنی جگہ پر ہے۔

ایک تیسرا مسئلہ جو یورپ کے لئے تشویش کا سبب بنا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ روزگار کی تلاش میں یا اسلامی ملکوں کے حالات خراب ہونے کی وجہ سے بڑی تعداد میں اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلم نوجوان ہجرت کر کے یورپ جارہے ہیں۔ یورپ کی پریشانی یہاں اس وجہ سے اور بڑھ جاتی ہے کہ وہ تعلیم یافتہ مسلم نوجوانوں کو اسلامی ملکوں میں رہنے دینا نہیں چاہتا کیونکہ ان سے ان ملکوں کو طاقت ملتی ہے، سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کی راہیں کھلتی ہیں اور وہ خودکفیل ملکوں کی حیثیت سے دنیا کے نقشہ پر ابھر سکتے ہیں، چنانچہ ایسے افراد کو اپنے یہاں بلا کر ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے یا پھر ان کو جلاوطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر کے ان کو مسلم ممالک کے لئے غیر موثر بنا دینا چاہتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یورپ ان تین درپیش مسائل سے کیسے نپٹتا ہے:

۱:... مسلمانوں کی شرح پیدائش میں کمی لانا۔

۲:... اسلامی ملکوں سے مسلم نوجوانوں کی آمد روکنا۔

۳:... اسلام قبول کرنے کے بڑھتے ہوئے رجحان پر قابو پانا۔

بظاہر اس وقت جو حالات ہیں اور یورپ ان مسائل کو حل کرنے میں جس طرح ناکامی سے دوچار ہے، اس سے عیسائی دنیا کے مسلم دنیا میں تبدیل ہونے کا امکان نظر آتا ہے اور یہ بات یقیناً ایک خوشی کی بات ہے۔ قرآن کریم کی یہ آیت اس وقت بالکل حسب حال ہے: ”عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم۔“... ہوسکتا ہے کہ جو چیز تم ناپسند کر رہے ہو وہی تمہارے حق میں بہتر نکلے.....

ایک بات یہ بھی ذہن میں رکھنے کی ہے کہ یورپ کے لوگوں کے مزاج میں جستجو ہے، وہ حقیقت کو جاننا اور مسئلہ کو سمجھنا چاہتے ہیں، کتابیں خریدتے اور پڑھتے ہیں اور صحیح نتائج تک پہنچ کر اپنی زندگی سے متعلق اہم فیصلے کرلیتے ہیں۔ توہین آمیز کارٹونز اور اسلام دشمنی پر مبنی فلموں کے آنے کے بعد اسلام سے متعلق کتابوں کی خریداری جو ایک ریکارڈ ہے اس کا کھلا ثبوت ہے۔ یورپ میں پڑھنے کا یہی رجحان یورپین باشندوں کے لئے اسلام قبول کرنے کی راہ ہموار کرتا ہے، لیکن ہمارے ملک کی صورت حال کچھ مختلف ہے، یہاں نہ پڑھنے کا شوق ہے نہ خریدنے کی زیادہ گنجائش اور نہ ہی جاننے، سمجھنے اور فیصلہ کرنے کا مزاج، چنانچہ یہاں ہمیں خود کوشش کرنا ہوگی، ہمیں گھر گھر پہنچنا ہوگا، لوگوں سے مل کر اسلام کا تعارف کرانا ہوگا اور اسلامی اخلاق کا نمونہ پیش کر کے اسلام کے بارے میں پھیلی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا ہوگا، تب امید ہے کہ یہاں کی صورت حال بھی بدلے گی اور عزت و سربلندی کے ساتھ رہنے اور قائدانہ کردار ادا کرنے کا ہمیں یہاں موقع ملے گا۔ اس سلسلہ میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی اس تحریر کو ہمیں سامنے رکھنے کی ضرورت ہے:

”غیر مسلموں کو اسلام سے متعارف کرانے کے کسی موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیں، ہمارے پاس سب سے بڑی طاقت وہ فطری، اعجازی صحیفہ اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی دلکش اور دل آویز سیرت اور اسلام کی قابل فہم اور قابل عمل اور عقل سلیم کو متاثر کرنیوالی تعلیمات ہیں جو اگر کھلے دماغ اور صاف ذہن سے پڑھی جائیں تو اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتیں اور انہوں نے دنیا کے وسیع ترین رقبہ اور متمدن اور ذہین قوموں کو اپنا عاشق اور اپنے اوپر کاربند بنالیا اور ملک کے ملک جو اپنی صدہا سال کی تہذیبیں، فلسفے اور حکومتیں رکھتے تھے، ان کے حلقہ بگوش اور ان کے داعی و مبلغ بن گئے، یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے اس ملک میں اس فرض کی ادائیگی میں اور اپنی اس ذمہ داری کے احساس و شعور میں بڑی کوتاہی کی، اس کا نتیجہ ہے کہ یہاں کی اکثریت اسلام کی ان روزمرہ کی خصوصیات، نشانیوں اور اذان و نماز (جو شہروں و دیہاتوں و محلوں میں پنج وقتہ ہوتی ہے) کے بارے میں بعض اوقات ایسے سوالات کرتے ہیں کہ بجائے ان پر ہنسی آنے کے اپنی کوتاہی پر رونا آنا چاہئے، وہ ان کے مفہوم و مطلب سے اتنے ناواقف ہیں جن کا قیاس میں آنا بھی مشکل ہے، ان کے سلسلہ میں ایسے تجربات کثرت سے سفر کرنے والوں اور غیر مسلموں سے میل جول رکھنے والوں کو دن رات پیش آتے ہیں، مقصد کے لئے اردو، انگریزی اور ہندی میں اسلام کے تعارف میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں، ان سے کام لیا جانا چاہئے۔“

# اردو صحافت کی بدلتی قدریں

مولانا مجیب الرحمٰن دیودرگی

ملک بھر سے بڑی تعداد میں اردو اخبارات نکلتے ہیں، کتنے ہی روزنامے، کتنے ہی سہ روزہ اخبار، کتنے ہی ہفت روزہ، لیکن کتنے اخبارات ایسے ہیں جو عریانیت سے محفوظ ہیں؟ ایسے ہی اخبارات کا سرسری جائزہ لیا جائے تو محسوس ہوگا کہ چند ہی گنتی کے اخبارات ہیں جو اس لعنت سے محفوظ ہیں، ورنہ اکثر اخبارات عریانیت کی لپیٹ میں آچکے ہیں اور اپنے اخبارات پر عریاں تصاویر کی اشاعت میں انہیں کوئی جھجک نہیں، فحش مناظر کے پیش کرنے میں انہیں کوئی عار نہیں، فحش خبروں کی اشاعت میں انہیں کوئی مانع و رکاوٹ نہیں۔

صحافت درحقیقت حق کو ثابت کرنے، باطل کو ختم کرنے کا موثر ہتھیار ہے، اس کے ذریعہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بھی بڑی حد تک ادا کیا جاسکتا ہے، اپنی بات عوام تک پہنچانے کا بہترین وسیلہ ہے، اپنے افکار وخیالات سے عوام کو آگاہ کرنے کا بہترین آلہ ہے، باطل کے خلاف منظم محنت کا وسیع عملی میدان ہے، الیکٹرانک میڈیا سے پھیلنے والے زہر کے خاتمہ کا بہترین ذریعہ ہے، لیکن ادھر کچھ دنوں سے اردو صحافت سوقیانہ پن کا شکار ہوتی جارہی ہے، حیرت کی بات تو یہ ہے کہ کئی اخبارات تو وہ ہیں جو مذہبیت کے دعویدار ہیں اور قوم میں عقل وشعور پیدا کرنے اور دین سے قریب کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں، لیکن وہ بھی مال ودولت کی حرص میں اس زہر آلود عریانیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

اہل اسلام کا ایک طبقہ وہ ہے جو ٹی وی کے زہر آلود اثرات سے دور ہے، جن کے خبریں جاننے کا ذریعہ عموماً اخبار ہی ہے، یہ افراد الیکٹرانک میڈیا کے زہر اور عریانیت کے سیلاب سے محفوظ رہنے کی جدوجہد کررہے ہیں، لیکن افسوس جب وہ خبروں کو جاننے کے لئے، احوال کے علم کے لئے اخبارات ہاتھ میں لیتے ہیں تو یہ اردو اخبار بھی نیم برہنہ اور عریاں تصاویر شائع کرکے ان کا دل چھلنی کرجاتے ہیں اور انہیں یہ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ کیا ہم اب اردو اخبار بھی خریدنا بند کردیں؟ اخبارات کا مطالعہ عموماً سنجیدہ قسم کے افراد ہی کرتے ہیں، جو اس طرح کی تصاویر ہرگز پسند نہیں کرتے، گندا معاشرہ تو گندا ہی ہے لیکن یہ بے حیائی کے نظارے پاکباز افراد کو بھی گندگی پر آمادہ کرتے ہیں، عریاں تصاویر کی اشاعت صرف اشتہارات تک ہی محدود نہیں بلکہ بعض دفعہ ماڈل گرلز اور بعض دفعہ اداکاراؤں کی عریاں تصاویر بھی شامل اشاعت کی جاتی ہیں۔ یہ درحقیقت ذمہ داروں کے ذوق کی عکاسی کرتی ہے، نہ تو ان تصاویر کی اشاعت سے قارئین کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ ان تصاویر کی پیشکش سے بازاروں میں اخبار کی اہمیت بڑھتی ہے، بلکہ بلاوجہ اس کے ذریعہ اپنے اخبار کو گندا کیا گیا، نہ ہی عریاں تصاویر کی اشاعت توسیع اخبار کے لئے ضروری ہے اور نہ ہی عریاں اشتہارات کی اشاعت بقاءِ اخبار کے لئے ناگزیر، اس کے باوجود اس کا سہارا لیا جاتا ہے تو یہ سوچنا پڑے گا کہ اس کا مقصد کیا ہے؟ جس طرح اشتہارات سے حاصل شدہ رقوم کے مالکین اخبار محتاج ہوتے ہیں، ویسے ہی مشتہرین بھی ان اخبارات ہی کے محتاج ہوتے ہیں پھر بھی جو طرزِ عمل اپنایا جاتا ہے سمجھ سے بالاتر ہے، جب کوئی اخبار مکمل دینی روح سے آراستہ نہیں ہوسکتا تو اسے مکمل طور پر دینی جذبہ سے خالی بھی نہیں ہونا چاہئے، اگر کوئی روزانہ دس کی تعداد میں فروخت ہوتا ہے تو اوسطاً ہر اخبار کے پڑھنے والے پانچ شمار کئے جائیں تو اس بے حیائی کا شکار کتنے آدمی ہوں گے؟ اگر کوئی روزانہ ۵۰ ہزار کی تعداد میں فروخت ہوتا ہے، اس سے بے حیائی کا شکار کتنے افراد ہوں گے؟ جتنے افراد شکار ہوں گے، جتنے افراد ان عریاں تصاویر کا مشاہدہ کریں گے ان کا وبال ذمہ داروں کے سر ہوگا، کیونکہ انہوں نے گناہ کے لئے دعوتِ نظارہ دیا ہے۔

اپنے قارئین کی تعداد اپنے اخبار کی تعداد بڑے ذوق وشوق سے ظاہر کی جاتی ہے، فخریہ انداز میں پیش کیا جاتا ہے، کبھی اپنے اخبار کی بے حیائی سے متاثرین کی فہرست بھی دی جائے، کبھی اس بے حیائی کے شکار افرد کو بھی شمار کروایا جائے، بعض اردو اخبارات کے ذمہ داروں کی حس تو اتنی مردہ ہوچکی ہے کہ وہ ماہِ رمضان میں بھی عریاں تصاویر اور فحش اشتہارات سے نہیں چوکتے، نیز بے حیائی کے فروغ کے لئے جس راہ اور جس زبان اور جس طریقہ کار کا انتخاب کیا گیا وہ انتہائی غلط ہے۔ اردو جیسی شریف اور مہذب زبان کو انہوں نے عریاں صحافت کے ذریعہ داغدار کرنے کی سازش رچی ہے، عریاں لٹریچر کی اشاعت کے لئے اور بھی زبانیں اور بھی طریقہ کار تھے، لیکن جس مہذب زبان کا انہوں نے سہارا لیا یہ خود جرمِ عظیم ہے، ایک طرف اردو کے فروغ کے دعویدار ہیں، دوسری جانب اردو کے ساتھ یہ گھناؤنا

مذاق؟ بالکل یہی حال بلکہ اس سے بڑھ کر جرم عظیم عربی زبان کے ساتھ ہو رہا ہے، فواحش کی اشاعت کے لئے عربانی زبان کا سہارا لیا جا رہا ہے جو قرآن کریم کی زبان ہے جو اہل جنت کی زبان ہے جو وسیع ترین عالمی زبان ہے، ایک طرف مدیرانِ اخبار اداراتی صفحات میں مذہبی مضامین کو ضرور جگہ دیتے ہیں جو مغربی تہذیب کے خلاف ہو اور دیگر مواقع پر فلمی تہذیبی جھلک کہہ کر مغربیت پیش کرتے ہیں تو اس طرح کی دوغلی پالیسی سے کیا فائدہ؟

ایک جانب اخبارات اقدار کی پامالی کے مرتکب ہیں تو دوسری جانب بہت سے رسائل بھی اپنے رسائل سے اخلاقیات کا جنازہ نکال رہے ہیں، کئی رسائل جو مذہبیت کے حامی ہیں، قوم کی تعمیر کے دعویدار ہیں، ملت کی اخلاقی زبوں حالی پر ماتم کناں ہیں، لیکن کیا قوم کی تعمیر فحش مناظر اور فحاشی وعریانیت سے لبریز خبروں سے کرنا جائز ہے؟ کئی رسائل اب بھی فلمی تہذیب وتمدن کی جھلکیں پیش کرتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کرتے، الغرض! اردو جیسی مہذب زبان کا استعمال، فحش خبروں کی ترسیل اور فحاشی و عریانیت کے لئے کسی بھی درجہ میں درست نہیں، اولاً تو فحاشی کا فروغ ہی قابل مواخذہ ہے تو اس فحاشی سے اردو کو داغدار کرنا کہاں کی دانش مندی ہے؟

اللہ تعالیٰ سورۂ نور میں فرماتے ہیں:

''بلاشبہ اہل ایمان میں سے جو لوگ فحش چیزوں کی اشاعت کو پسند کرتے ہیں، ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔'' (النور:۱۹)

آیتِ کریمہ میں فحش خبروں کی اشاعت کو موردِ طعن ومورد ملامت قرار دیا گیا، فحش خبروں اور فحش گفتگو سے بُرائی پھیلتی ہے، بُرائی کا شیوع ہوتا ہے، فحش تصاویر کی اشاعت تو عوام کو بُرائی پر آمادہ کرتی ہے، ہیجان انگیز عریاں تصاویر گناہوں پر برانگیختہ کرتی ہیں، فحش تصاویر کی اشاعت کا جرم خبروں کی اشاعت سے بڑھا ہوا ہے۔

الغرض اردو اخبارات کے مدیران اور اس کے ذمہ داران سے ہمارا پُرزور مطالبہ ہے کہ وہ اپنے اخبارات سے عریانیت وفاشیت کا مکمل خاتمہ کریں اور ایسی خبریں جس سے فواحش کا فروغ ہو ان کی اشاعت سے باز رہیں، اسی طرح ایسے مناظر جن سے فواحش کو بڑھاوا ملے انہیں شائع کرنے سے مکمل اجتناب کریں اور عریاں اشتہارات سے گریز کریں، مدیران سے ہماری پُرخلوص گزارش ہے کہ وہ اپنے اخبار میں دینی روح باقی رکھنے کی سعی جدوجہد کریں، اپنے اخبارات کا مطمح نظر صرف کمائی یا ریاکاری، نام ونمود نہ رکھیں بلکہ اس سے درحقیقت امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اپنے اخبارات کے ذریعہ زرد صحافت کا تعاقب کریں، اپنے اخبار کے ذریعہ دعوت دین کا اہم اور بنیادی فریضہ انجام دیں۔ قارئین اخبار کی ذمہ داری ہے کہ وہ مراسلتی خطوط کے ذریعہ فواحش کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کریں، ان فواحش پر بند لگانے کا مطالبہ کریں، ان فواحش سے ہونے والے نقصانات سے آگاہ کریں اور انہیں یہ اطلاع دیں کہ اردو صحافت عریانیت کے تعاقب کے لئے ہے، نہ کہ عریانیت کے فروغ کے لئے۔ اگر انہیں عریانیت کے فروغ کے لئے استعمال کیا گیا تو زرد صحافت کا تعاقب کون کرے گا؟ ان اخبارات کے ذریعہ مکمل اسلامی روح پیش کرنے کا اہتمام کریں، ارباب حل وعقد کی ذمہ داری ہے کہ ان ذمہ داران اخبارات سے موثر نمائندگی کرتے ہوئے عریانیت کا خاتمہ کرنے کا مطالبہ کریں، انہیں آگاہ کریں کہ تصاویر سے نسل نو پر بُرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔☆☆☆

## تحفظ ناموس رسالت کیلئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے: مقررین آل پارٹیز اجلاس

حیدرآباد..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر دفتر ختم نبوت میں آل پارٹیز اجلاس منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا عبدالسلام قریشی (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد) نے کی۔ اجلاس میں مولانا تاج محمد ناہیوں، حافظ خالد حسن دھامرا، مولانا ضیاء الرحمٰن طاہر، حافظ اعظم جہانگیری (جمعیت علماء اسلام ف)، مولانا سیف الرحمٰن (وفاق المدارس)، حافظ طاہر مجید (جماعت اسلامی)، علامہ عبدالغنی شاہ (جمعیت علماء پاکستان) محمد حنیف صدیقی، حافظ محمد فہد عباسی (مسلم لیگ ن)، امیر عبداللہ فاروقی (عالمی تحریک تحفظ حرمین سندھ)، حافظ ارمان احمد، قاری سعد اللہ (جمعیت علماء اسلام س)، شکیل احمد قریشی (مرکزی جمعیت اہلحدیث)، عدنان دیسوالی، ناصر قریشی (پاکستان مسلم لیگ فنکشنل) اور مبلغ ختم نبوت مولانا توصیف احمد نے شرکت کی۔ اجلاس میں تمام راہنماؤں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ناموس رسالت میں کسی قسم کی ترمیم برداشت نہیں کریں گے، جان ہتھیلی پر قانون ناموس رسالت 295C کا تحفظ کریں گے۔ اجلاس میں متفقہ مطالبہ کیا گیا کہ حکومت اہل اسلام کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے 295C کے خلاف سرگرمیوں کا نوٹس لے۔ قادیانی چینلز کی خلاف قانون نشریات پر پابندی عائد کرے۔ قادیانی ہیڈکوارٹر چناب نگر میں ریاست در ریاست کا ماحول ختم کرے۔ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ فزکس کو ملعون ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام منسوب کرنے کا آرڈر واپس لیا جائے۔ چکوال میں عید میلاد النبی کے جلوس پر فائرنگ کرنے والے قادیانیوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ تمام راہنماؤں نے حکومت کو باخبر کرتے ہوئے کہا کہ دینی قیادت کے مطالبات کو نہ ماننا بڑی دینی تحریک کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ یکم فروری آل پارٹیز کانفرنس اسلام آباد کے مطالبات منوانے کے لئے رائے عامہ کو ہموار کیا جائے گا۔ ۷ فروری اجتماعات جمعہ میں ناموس رسالت کے عنوان پر روشنی جبکہ بعد نماز عشاء نورانی مسجد لیاقت کالونی میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائے گی۔

# دہشت گردی کی حالیہ لہر

## پس چہ باید کرد؟

مولانا محمد حنیف جالندھری، جنرل سیکرٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان

چند دنوں سے دل زخم زخم ہے، ہر طرف لہو بکھرا پڑا ہے، ہر طرف لاشے اور آنسو ہیں، حادثات اور سانحات کا ایسا تسلسل کہ ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ کر رہ گئے۔ انسانی لہو شاید ہی کبھی اتنا ارزاں، اس قدر بے وقعت اور بے حیثیت ہوا ہو۔ دین اسلام جس لہو کے تحفظ اور سلامتی کی ضمانت دیتا ہے، دین اسلام جس انسانی جان کو حرمت عطا کرتا ہے ایسی حرمت کہ بیت اللہ شریف سے بھی ایک مسلمان کی حرمت اور تقدس کو زیادہ قرار دیا گیا۔ حضرت بلالؓ کو بیت اللہ کی چھت پر کھڑا کر کے پیغام دیا گیا کہ ایک مسلمان کی حرمت بیت اللہ سے بھی زیادہ ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا اور ایک انسان کی جان بچانے کو پوری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف قرار دیا۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی جان اور انسانی لہو کی حرمت کو بیان کرنے کے لئے یہاں تک فرمایا کہ اگر ساری دنیا کے سارے انسان کسی ایک جان کو ناحق قتل کرنے پر جمع ہو جائیں تو اللہ رب العزت ان سب کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ قتل ایک ایسا جرم عظیم ہے جس کے انجام اور سزا کے طور پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈالے جانے کی وعید ارشاد فرمائی گئی ہے۔ اندازہ کیجیے کہ گناہوں اور جرائم کی فہرست تو بہت طویل ہے لیکن ان سب گناہوں میں سے شرک کے بعد صرف قتل ناحق ہی ایک ایسا گناہ ہے جس کے بارے میں متنبہ کیا گیا ہے کہ اس کا ارتکاب کرنے والا سدا جہنم میں رہے گا۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ کسی بے گناہ مسلمان کا لہو بہانا تو در کنار ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی ذمی اور معاہد کو ناحق قتل کر ڈالا تو میں میدان حشر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس ذمی کا وکیل ہوں گا۔

انسانی جان کی حرمت و تقدس اور قتل و غارتگری اور دہشت گردی کے بہیمانہ فعل کی جتنی مذمت ہمارے دین میں آئی ہے اتنی کسی بھی آسمانی یا غیر آسمانی مذہب میں موجود نہیں لیکن ہمارا المیہ یہ کہ اسی دین کے نام لیواؤں کا لہو بہہ رہا ہے بالخصوص وطن عزیز پاکستان میں ایک طویل وقفے کے بعد دہشت گردی اور قتل و غارتگری کا افسوس ناک سلسلہ ایک مرتبہ پھر شروع ہو گیا ہے۔ دہشت گردی کی حالیہ لہر کے اسباب و محرکات کا جائزہ لینے کے لئے ہمیں گزشتہ کچھ عرصے کا منظر نامہ سامنے رکھنا ہوگا کیونکہ کچھ عرصے سے پاکستان میں جس طرح امن و امان کی صورتحال میں تیزی سے بہتری آئی تھی، ملک نے تعمیر و ترقی کے منازل جس تیزی سے طے کرنے شروع کئے، سی پیک کا منصوبہ، توانائی کے حوالے سے مختلف پروجیکٹ، گوادر بندرگاہ کی فعالیت سمیت کئی ایسی چیزیں سامنے آئیں جو پاک وطن کو معاشی استحکام اور تعمیر و ترقی کی منزل سے ہمکنار کرنے کا سبب بنتے دکھائی دے رہے تھے دوسری طرف اسلامی ممالک کے عسکری اتحاد کی باگ ڈور پاکستان کے ہاتھ میں آگئی، عالمی سطح پر ہونے والی توڑ جوڑ میں مختلف بلاکس کی تشکیل میں پاکستان کو کلیدی حیثیت حاصل ہونے لگی ایسے میں دہشت گردی کا سلسلہ شروع کیا گیا جو دراصل پاکستان کے مستقبل، پاکستان کے معاشی استحکام اور پاکستان کی تعمیر و ترقی پر حملہ ہے۔ ہمیں یہاں یہ بات ضرور پیش نظر رکھنی چاہئے کہ جب دہشت گردی کے واقعات کے ڈانڈے پڑوسی ممالک کے ساتھ جڑتے نظر آتے ہیں یا سرحد پار پاکستان دشمنوں کے ہرکارے حرکت میں آتے نظر آتے ہیں تو لازم نہیں ہوتا کہ ایسے دشمن عناصر براہ راست کاروائیاں کرتے ہوں بلکہ وہ بھٹکے ہوئے لوگوں کو ورغلا کر اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارے حکمرانوں کو ہر سانحہ کے بعد محض رٹے رٹائے بیانات دینے پر اکتفاء نہیں کرنا چاہئے بلکہ دہشت گردی اور تخریب کاری کی ہر کوشش کے سامنے بند باندھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

صد شکر کہ گزشتہ کچھ عرصے سے پوری قوم دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف متحد، پرعزم اور منظم دکھائی دی۔ تمام طبقات ایک پیج پر نظر آئے لیکن حالیہ لہر کے بعد دشمن کے بعض پروردہ عناصر نے قومی یکجہتی کو سبوتاژ کرنے کی کوشش شروع کردی۔ دھماکے تو بیک وقت چاروں صوبوں میں ہوتے ہیں لیکن جنوبی پنجاب، جنوبی پنجاب کی مالا جپنے کی کوشش اس بھونڈے انداز سے کی جاتی ہے کہ دشمن بھی خوشی سے بغلیں بجا اٹھتا ہے۔ جس طرح عالمی سطح پر دہشت گردی کو مذہب سے نتھی کرکے باقی ہر قسم کی درندگی کو جواز فراہم کیا جاتا ہے ہمارے ہاں بعض عناصر دہشت گردی کو کبھی مذہب اور کبھی مسلک سے نتھی کرکے اس کی آڑ میں مسلکی منافرت پھیلاتے پائے گئے اور قوم کی یکجہتی، یکسوئی اور اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرنے کے جتن کرنے لگے۔ (باقی صفحہ 13 پر)

# آل پارٹیز تحفظ ناموسِ رسالت کانفرنس کے مطالبات

مولانا زاہد الراشدی

یکم فروری کو اسلام آباد میں مولانا فضل الرحمن کی زیر صدارت منعقد ہونے والی ''آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس'' کے مطالبات کی بازگشت ملک بھر میں مسلسل سنائی دے رہی ہے اور مختلف مقامات پر دینی حلقے اس سلسلہ میں سرگرم عمل ہیں۔

اس کانفرنس کے مطالبات درج ذیل ہیں:

۱:... C-295 کے قانون کے خلاف سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے اور اس قانون کے بہرحال تحفظ کا دوٹوک اعلان کیا جائے۔

۲:...ادارہ فزکس کا ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام پر رکھنے کا فیصلہ واپس لیا جائے۔

۳:...چناب نگر میں ''ریاست در ریاست'' کا ماحول ختم کیا جائے۔ حکومت کی دستوری اور قانونی رٹ بحال کرنے کے ٹھوس اقدامات کیے جائیں اور متوازی عدالتیں ختم کر کے ملک کے قانونی نظام کی بالادستی بحال کی جائے۔

۴:... قادیانی چینلز کی نشریات کا نوٹس لیا جائے اور ملک کے دستور اور قانون کے تقاضوں کے منافی نشریات پر پابندی لگائی جائے۔

۵:... قادیانی تعلیمی ادارے، انہیں واپس کرنے کی پالیسی عوامی جذبات اور ملک کی نظریاتی اساس کے منافی ہے۔ حکومت اس طرز عمل پر نظر ثانی کرے اور قوم کو اعتماد میں لے۔

۶:... دوالمیال چکوال میں قادیانیوں کی فائرنگ سے شہید اور زخمی ہونے والے مظلوموں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ علاقہ کے مسلمانوں کے مطالبات کو فوری طور پر پورا کیا جائے، شہید کے بارے میں ایف آئی آر درج کی جائے، بے گناہ مسلمانوں کو رہا کیا جائے اور مسلمانوں کے خلاف جانبدارانہ رویہ اختیار کرنے والے حکام کے خلاف کارروائی کی جائے۔

یہ اجتماع حکومت پر واضح کر دینا چاہتا ہے کہ یہ مطالبات رسمی اور وقتی نہیں پوری قوم کے جذبات کے آئینہ دار ہیں، انہیں جلد از جلد منظور کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے اگر ایک ماہ تک یہ مطالبات منظور نہ کیے گئے اور حکومت کے طرز عمل میں واضح تبدیلی دکھائی نہ دی تو آل پارٹیز ناموس رسالت کانفرنس کی طرف سے ملک گیر تحریک کا آغاز کیا جائے گا۔''

کانفرنس کے اعلامیہ میں حکومت کو مطالبات کی منظوری کے لیے ایک ماہ کا وقت دیا گیا ہے جس کی نصف مدت گزر چکی ہے مگر حکومت کی طرف سے اس کا کوئی ردعمل ابھی تک سامنے نہیں آیا۔ اس لیے ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ ان مطالبات کے لیے رائے عامہ کو منظم و متحرک کرنے کی محنت کی جائے اور تمام مکاتب فکر کو ہر سطح پر متحد کیا جائے۔ گیارہ فروری کو اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں گوجرانوالہ کے مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام کا مشترکہ اجلاس ہوا جس میں یہ طے پایا کہ علماء کرام، تاجر برادری اور سیاسی و دینی کارکنوں کو اس تحریک کی طرف متوجہ کرنے کے لیے جدوجہد کی جائے گی اور ایک بھرپور احتجاجی کنونشن کا اہتمام بھی کیا جائے گا۔ مسائل کی سنگینی، مطالبات کی اہمیت اور ملک کی عمومی صورتحال کا تقاضہ ہے کہ علماء کرام اس حوالہ سے سنجیدگی کے ساتھ متحرک ہوں۔

اس مقصد کے لیے اصل ضرورت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی طرز کی ہمہ گیر تحریک کا ماحول پیدا کرنے کی ہے لیکن اس معاملے میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ اب صورتحال خاصی مختلف ہو چکی ہے۔ مذکورہ تحریکات میں ذرائع ابلاغ بالخصوص اخبارات کی مجموعی حمایت تحریک ختم نبوت کو حاصل ہوتی تھی، اب میڈیا کی عمومی صورتحال پہلے جیسی نہیں رہی اور میڈیا کے اہم مراکز اس سلسلہ میں خود ان مطالبات کے خلاف فریق کی حیثیت اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ماضی کی ان تحریکات کے دوران ملک کے اندر بیرونی سرمائے اور ایجنڈے کے تحت کام کرنے والی سینکڑوں این جی اوز اس طرح متحرک نہیں تھیں۔ چنانچہ تحریک ختم نبوت کا ماحول دوبارہ پیدا کرنے کے لیے پہلے سے کہیں زیادہ محنت اور جدوجہد کی ضرورت ہے اور ملک بھر کے علماء کرام اور دینی کارکنوں کو اس ذمہ داری کا احساس کرنا ہوگا۔ اس سلسلہ میں سوشل میڈیا اہم کردار ادا کر سکتا ہے لیکن میڈیا کی یہ سہولت بے لگام ہونے کی وجہ سے

عموماً اس کے مثبت کی بجائے منفی اثرات سامنے آتے ہیں اور کسی مسئلہ پر ایک قومی سوچ پیدا ہونے کی بجائے افراتفری کا ماحول بن جاتا ہے۔ اگر ہماری دینی جماعتیں اس سلسلہ میں واضح گائیڈ لائنز متعارف کرواسکیں اور اپنے کارکنوں کو ان کا پابند بناسکیں تو روایتی میڈیا کی جانبداری کو سوشل میڈیا کی مدد سے بیلنس کیا جاسکتا ہے۔ یہاں ایک اور بات قابل ذکر ہے، ایک عمومی تاثر یہ ہے کہ موجودہ حکومت کے خلاف پے در پے تحریکوں کا سلسلہ سی پیک اور اس طرز کے دیگر معاشی منصوبہ جات کی متوقع کامیابی کے پیش نظر سامنے لایا جارہا ہے، اس تاثر سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ دینی قوتیں اپنی جدوجہد کے حوالہ سے واضح اور غیر مبہم پالیسی متعارف کرائیں۔

اس کے ساتھ وفاقی شرعی عدالت میں سودی نظام کے بارے میں مقدمہ کی سماعت دوبارہ شروع ہوگئی ہے جو اخباری اطلاعات کے مطابق روزانہ کی بنیاد پر چلے گی اور کہا جارہا ہے کہ دو تین ہفتے میں فیصلہ سامنے آجائے گا۔ سودی نظام کا خاتمہ ہمارا شرعی اور دستوری تقاضہ ہے، دستور پاکستان میں اس سلسلہ میں صراحت کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے اور اسلامی نظریاتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کا شریعت بنچ دوٹوک فیصلہ دے چکے ہیں مگر ہر دور میں حکومتیں ٹال مٹول سے کام لیتی رہی ہیں۔ سودی نظام کے بارے میں اس حکومتی طرز عمل کے خلاف بھی احتجاج کو منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ گزشتہ روز لاہور میں اس حوالہ سے مولانا عبد الرؤف ملک، مولانا عبدالرؤف، حافظ عاطف وحید، سردار محمد خان لغاری، مولانا حافظ محمد سلیم، مرزا محمد ایوب بیگ اور راقم الحروف سمیت متعدد احباب نے باہمی مشاورت کے ساتھ مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام اور دینی و سیاسی کارکنوں کو توجہ دلانے کا فیصلہ کیا ہے جس کے تحت ۱۶ رفروری کو اسلام آباد میں اور یکم مارچ کو لاہور میں علماء کرام، تاجروں اور کارکنوں کے مشترکہ اجتماعات کے انعقاد کا پروگرام طے کیا جارہا ہے۔

ملک کو جس تیزی کے ساتھ سیکولر ریاست کی طرف لے جایا جارہا ہے اور ملک کی نظریاتی اور تہذیبی اقدار و روایات کو کمزور کرنے کے لیے میڈیا کے اہم مراکز اور سینکڑوں این جی اوز مسلسل مصروف ہیں اس کے پیش نظر ان معاملات میں بے توجہی اور غفلت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تمام دینی جماعتوں کے راہنماؤں اور کارکنوں کو اس صورتحال کا احساس کرتے ہوئے تحفظ ختم نبوت، تحفظ ناموس رسالت اور سودی نظام کے خاتمہ کی جدوجہد میں مؤثر اور بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔

(روزنامہ اسلام کراچی ۱۴ رفروری ۲۰۱۷ء)

## بقیہ:.....دہشت گردی کی حالیہ لہر

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ عملی زندگی میں تو تمام مسالک و مکاتب فکر کے راہنما بلا امتیاز مسلک دہشت گردی کے سامنے سینہ تانے کھڑے ہیں لیکن پروپیگنڈے کے بل بوتے پر قوم کو تقسیم کرنے کی ناکام کوشش بھی بعض کر رہے ہیں۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ محض بیانات پر اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ عملی اقدامات اٹھائے جائیں، دوسروں کے گھروں میں تڑپتے لاشوں کو دیکھ کر لاتعلقی کا مظاہرہ نہ کیا جائے بلکہ اس آگ کے اپنے دامن اور اپنے گھر تک پہنچنے سے پہلے اس کو بجھانے کی کوشش کی جائے۔ سب کو ملک وملت کی طرف بڑھتے ہوئے اس سیلاب بلاخیز کے سامنے بند باندھنے کے لئے میدان عمل میں اترنا ہوگا۔ پالیسی سازوں کو بلاامتیاز اور بلاتفریق دہشت گردی کے خاتمے کے لئے اقدامات اٹھانے ہوں گے اور کسی کے ساتھ کسی قسم کی رعایت کا تصور تک ختم کرنا ہوگا مگر یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ ایسی اندھا دھند کارروائیاں، حواس باختگی کا ایسا مظاہرہ جو محرومی کے احساس کو مزید اجاگر کرے، مساجد اور دینی مدارس پر بلاجواز چھاپے، مذہبی شناخت رکھنے والوں کو ہراساں کرنے، ماورائے عدالت اور دیگر امتیازی اقدامات اٹھانے سے بہرحال گریز کرنا ہوگا، کیونکہ ان اقدامات سے آگ بجھنے کے بجائے مزید بھڑکنے کا اندیشہ ہے۔

## قبر کی آزمائش اور صحابہ کرامؓ کا خوف

"عن عروة بن الزبير انه سمع اسماء بنت ابی بکرؓ تقول: قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خطیباً فذکر فتنة القبر التي یفتتن فیها المرء فلما ذکر ذالک ضج المسلمون ضجةً" (رواه البخاری)

ترجمہ: "حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں قبر کی اُس آزمائش کا ذکر فرمایا جس میں مرنے والا آدمی مبتلا ہوتا ہے تو جب آپ نے اس کا ذکر فرمایا تو خوف و دہشت سے سب مسلمان چیخ اٹھے اور کہرام مچ گیا۔" (بخاری)

# معتمد اور غیر معتمد تفاسیر

آج کل جدیدیت کا دور ہے، عصری اداروں کا پروردہ ہر چیز میں جدت کا متقاضی ہے، اس چیز کو دیکھتے ہوئے کئی ایک ملحدین اور متجددین نے تفسیر بالرائے کو اپنا وطیرہ بنایا اور وہ تفسیریں عصری علوم کے حاملین وطالبین کے نظر میں پسندیدگی کی سند لینے لگی، جس سے سادہ لوح مسلمان بھی ان کے دام تزویر میں آنے لگے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا فضل محمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی) نے ان تمام ملحدین اور متجددین کی تفسیروں کو سامنے رکھ کر قرآن وسنت کی نصوص، صحابہ کرامؓ کے اقوال اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں ان کے ابطال اور ان کی تفسیر بالرائے کے نقصانات کو واضح فرمایا۔ چونکہ یہ مضمون اپنے موضوع کی بنا پر طویل ہو گیا تو انہوں نے اس کا نام ”معتمد اور غیر معتمد تفاسیر“ رکھ کر اسے کتابی شکل میں شائع کر دیا۔ افادہ عام کی غرض سے اس مضمون کو قسط وار ہفت روزہ ”ختم نبوت“ میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ (۱۰)

غلطی نمبر (۷) مودودی صاحب نے سورۃ ”ص“ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں بھی بہت غلط باتیں لکھی ہیں جمہور مفسرین نے آیت ﴿وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ﴾ سورۃ ص کی آیت ۳۴ کی جو تفسیر کی ہے، اس کے لیے انہوں نے بخاری اور مسلم کی ایک صحیح حدیث پیش فرمائی ہے جس میں صحیح صورت حال کو واضح کیا گیا ہے مودودی صاحب کو وہ تفسیر پسند نہیں تھی لہذا انہوں نے عام مفسرین کی تفسیر کو غلط قرار دیا اور کہا کہ یہ حدیث اگرچہ صحیح ہے لیکن عقل اس کو نہیں مانتی ہے لہذا میں اس کو قبول نہیں کر سکتا ہوں، تفہیم القرآن کی عبارت ملاحظہ ہو:

تیسرا گروہ کہتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ایک روز قسم کھائی کہ آج رات میں اپنی ستر بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر ایک سے ایک مجاہد فی سبیل اللہ پیدا ہوگا، مگر یہ بات کہتے ہوئے انہوں نے ان شاء اللہ نہ کہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئیں اور ان سے بھی ایک ادھورا بچہ پیدا ہوا جسے دائی نے لا کر حضرت سلیمانؑ کی کرسی پر ڈال دیا۔ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور اسے بخاری و مسلم اور دوسرے محدثین نے متعدد طریقوں سے نقل کیا ہے۔

خود بخاری میں مختلف مقامات پر یہ روایت جن طریقوں سے نقل کی گئی ہے ان میں سے کسی میں بیویوں کی تعداد ۶۰ بیان کی گئی ہے، کسی میں ۷۰، کسی میں ۹۰ اور کسی میں ۱۰۰۔ جہاں تک اسناد کا تعلق ہے، ان میں سے اکثر روایات کی سند قوی ہے، اور باعتبار روایت اس کی صحت میں کلام نہیں کیا جاسکتا، لیکن حدیث کا مضمون صریح عقل کے خلاف ہے اور پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ہرگز نہ فرمائی ہوگی جس طرح وہ نقل ہوئی ہے۔ بلکہ آپ نے غالباً یہود کی یاوہ گوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے کسی موقع پر اسے بطور مثال بیان فرمایا ہوگا، اور سامع کو یہ غلط فہمی لاحق ہو گئی کہ اس بات کو حضور خود بطور واقعہ بیان فرما رہے ہیں۔ ایسی روایات کو محض صحتِ سند کے زور پر لوگوں کے حلق سے اتروانے کی کوشش کرنا دین کو مضحکہ بنانا ہے۔ ہر شخص خود حساب لگا کر دیکھ سکتا ہے کہ جاڑے کی طویل ترین رات بھی عشاء اور فجر کے درمیان دس گیارہ گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں ہوتا۔ اگر بیویوں کی کم سے کم تعداد ۶۰ ہی مان لی جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس رات بغیر دم لیے فی گھنٹہ ۶ بیوی کے حساب سے مسلسل دس گھنٹے یا ۱۱ گھنٹے مباشرت کرتے چلے گئے۔ کیا یہ عملاً ممکن بھی ہے؟ اور کیا یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ حضور نے یہ بات واقعے کے طور پر بیان کی ہوگی؟ (تفہیم القرآن سورۃ ص: ۳۴)

**تبصرہ:**

مودودی صاحب نے اس جگہ ایک غلطی یہ کی ہے کہ اس صحیح حدیث کو صریح عقل کے خلاف قرار دیا ہے دوسری غلطی یہ کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حدیث کو بطور تفسیر بیان فرمایا پورا قصہ بھی بیان فرمایا اور مودودی صاحب مفروضہ بنا کر فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے بطور واقعہ اور قصہ یہ حدیث بیان کی ہوگی بطور تفسیر نہیں۔ تیسری غلطی یہ کی ہے کہ اس صحیح صریح حدیث کو یہود کی یاوہ گوئی اور بکواس کہہ دیا ہے۔ چوتھی غلطی یہ کی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزاتی فعل کو اپنے اوپر قیاس کیا اور کہا کہ ایک رات میں ساٹھ بیویوں سے جماع ممکن نہیں ہے۔ پانچویں غلطی اور گستاخی یہ کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ نہایت حقارت سے کیا ہے یعنی اس رات بغیر دم لیے فی گھنٹہ چھ بیویوں کے حساب سے مسلسل دس یا گیارہ گھنٹے مباشرت کرتے چلے گئے الخ۔

مودودی صاحب کی یہ غلطیاں اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ جمہور مفسرین کی تفاسیر کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے

ہیں تو اپنی بے علمی میں جو کچھ لکھنا چاہتا ہے لکھ دیتا ہے مودودی صاحب کی پوری تفسیر کی غلطیوں کو نکال کر نشاندہی کرنے کے لیے بڑی تصنیف اور بڑے وقت کی ضرورت ہے۔ میں مسلمان جوانوں سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مودودی صاحب نے اپنی تفسیر میں جو غلطیاں کی ہیں وہ تو غلطیاں ہیں لیکن جہاں تفسیر میں غلطی نہیں کی ہے اور اپنے ذہن کے زور سے اچھی اچھی حکمت کی باتیں بھی لکھی ہیں وہ بھی اکثر و بیشتر تفسیر بالرائے ہے، جس کی احادیث میں سخت ممانعت ہے۔

میں ان آزاد خیال مفسرین کو شاعر کا ایک شعر یاد دلاتا ہوں، شاعر نے کہا:

مشرقی و مغربی تعلیم حاصل کر مگر
بن کر علامہ وبال جہل نادانی نہ بن

نوجوان تفسیر عثمانی کا مطالعہ کیا کریں اور اگر زیادہ وقت ہو تو معارف القرآن کا مطالعہ کیا کریں۔

یہ جو کچھ میں نے اظہار خیال کیا ہے یہ مواخذات اکثر یتیمۃ البیان میں حضرت بنوری کے بیان کردہ ہیں پھر بھی تفہیم القرآن کی غلطیوں کی بہ نسبت یہ دریا کا ایک قطرہ ہے۔

اہل باطل کی تفاسیر میں سر سید احمد خان کی ایک ضخیم تفسیر بھی ہے جس کا نام سید احمد خان صاحب نے تفسیر القرآن رکھا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ تحریف قرآن ہے اس کی غلطیاں گنانا اور نکالنا تو گویا ایک الگ تصنیف کا تقاضا کرتا ہے بطور اشارہ میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی یتیمۃ البیان کا تبصرہ اور مؤاخذہ اردو ترجمہ از ص:۶۱ تا ۶۴ نقل کرتا ہوں۔

## سر سید احمد خان اور ان کی تفسیر

سید محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ سر سید احمد خان کی تفسیر کے متعلق تذکرہ چلا، اس لیے اگر ان کی شخصیت اور ان کی تحریر کردہ تفسیر کے متعلق وضاحت نہ کی جائے تو یہ مذہبی مداہنت اور عملی نفاق ہوگا، اس لیے کہ وہ بہت سے ایسے باطل پرست روشن خیال لوگوں کے رہبر و رہنما ہیں، جن کے لیے ان کی کج روی کی بنا پر ملت اسلامیہ کی سیدھی اور ستھری راہ تاریک کر دی گئی ہے، سر سید احمد خان زندیق اور ملحد شخص تھے یا پھر جاہل گمراہ، حق کی جانب راہ روی کے خواستگار تھے، لیکن سیدھی راہ ان سے خطا ہو گئی، انہوں نے شرعی معاملات اور شعائر ملت کے متعلق اپنی گمراہ اور ناکارہ عقل کو کسوٹی ٹھہرایا، جس کی بناء پر خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا، ان کا طرز و طریقہ یہ تھا کہ اہل یورپ و اہل مغرب، ملت اسلامیہ پر جو بے کار اعتراضات کیا کرتے تھے، موصوف ان کو قبول کرتے تھے۔ پھر قرآن وسنت میں تاویلات کرتے۔ اور اسلام کو کفر کے قریب کر کے دونوں کو ایک ہی دین بتلاتے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موصوف یہ تمام تر تاویلات اس لیے کیا کرتے تھے کہ اس طرح وہ ان کافروں کے دربار میں جن کے ہاتھ میں ہندوستانی حکومت کی باگ ڈور تھی، تقرب اور شرف باریابی حاصل کر لیں۔

چنانچہ انہوں نے فرشتوں کا انکار کیا اور کہا کہ: ملائکہ خیر کے فطری ملکہ کا نام ہے جو انسانی فطرت و جبلت میں ودیعت ہے، یہ کوئی مستقل عالم سے عبارت نہیں جو وجود انسانی سے کوئی خارج شی و شمار کیا جائے، بلکہ یہ ان صفات میں سے ہے جو انسان کے اندر ہی موجود ہیں۔

اسی طرح شیطان کا بھی انکار کیا اور کہا کہ: ”شیطان اس شری ملکہ سے عبارت ہے جو فطرت انسانی کا حصہ ہے، اسی طرح حشر اور معاد جسمانی کا انکار کیا، بلکہ ملحد فلاسفہ کی طرح صرف معاد روحانی کا قائل و معتقد ہوا اور اسی طرح آسمانوں اور ارواح کے وجود کا بھی منکر ہوا۔

موصوف شرعی نبوت، جو خدائی عطیہ و نوازش ہے، کے بھی منکر تھے، جو نبوت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر جا کر تمام ہوئی، وہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ: یہ نبوت کسبی ہوتی ہے، انہوں نے نبوت کی صفات و علامات میں تحریف و تبدیل سے کام لیا، نبی اور کسی بھی امت کے عام مصلح کو برابر قرار دیا، چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو، اسی طرح ان معجزات کا بھی انکار کیا جو انبیاء کرام کے ہاتھوں سے خداوند کریم وقدیر کی قدرت سے ظاہر ہوئے کہتے ہیں کہ: ”خوارق کا ظہور خداوند کریم کے دست قدرت سے بالاتر ہے، گویا کہ موصوف نے تکلیف و تشریع کی بنیاد ہی کو باطل قرار دیا، بلکہ تمام قطعی ضروریات دین اور صریح صحیح قطعی نصوص کی بھی تاویلات کیں، جن کی قطعیت دلالت و ثبوت کے اعتبار سے مسلم و متفق ہے، حتیٰ کہ میرٹھ کے ایک خطاب میں کہنے لگے کہ: دنیوی معاملات تو خود اسلام نے ہمارے سپرد کر رکھے ہیں کہ جس طرح چاہیں ان کے متعلق تصرف کریں، اس لیے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ:

اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ مِنِّیْ: تم اپنے دنیوی معاملات کو مجھ سے بہتر جانتے ہو، جہاں تک دینی معاملہ کا تعلق ہے تو اس میں خوب وسعت و کشائش رکھی گئی ہے، فرمایا گیا کہ: مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ: جس شخص نے کہا کہ: خدائے برحق کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ جنت میں گویا داخل ہو گیا، اگر چہ زنا یا چوری کا مرتکب ہو۔

موصوف کے نزدیک ساری شریعت اسلامی کا یہی خلاصہ اور نچوڑ ہے، چنانچہ وہ قرامطہ باطنیہ،

اسماعیلیہ، مزدکیہ، اخشونیہ جیسے ملحد زنادقہ کے گروہ میں شامل ہوگئے، جنہوں نے قطعی ضروریات دین میں دوراز کار تاویلات کر دیں، بلکہ موصوف ان کے روحانی شاگرد معلوم ہوتے ہیں کہ ان کے ہی افکار کو اخذ فرما کر یہ گمان کر بیٹھے کہ وہ خود ان نظریات کے موجد ہیں، شیطان نے انہیں ان گمراہ راستوں کو مزین دکھلایا تو انہوں نے نصوص قرآنی اور احادیث نبوی میں ایسی لغو اور بے کار تاویلات کیں جن سے طبائع سلیمہ کراہت محسوس کرتی ہیں اور سماعت صحیحہ مسترد کر دیتی ہیں، اس طرح کی تاویلات تو ایک عقل مند شخص کے کلام کی بھی نہیں کی جاسکتیں، چہ جائیکہ خدائے پاک کے بلیغ وفصیح اور معجز کلام میں ایسی لغو تاویلات کو راہ دی جائے یا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جنہیں جامع کلمات کی گویائی سے سرفراز فرمایا گیا، کے کلام کی ایسی بھونڈی تاویلات زیر غور لائی جائیں۔ دراصل خدائے پاک نے موصوف کی خرد وبصیرت کو اندھا فرمادیا تھا، جس کی بناء پر وہ اتنی تمیز بھی نہ کرسکے کہ آیا ان تاویلات کی من حیث العربیہ قرآن وسنت کے کلمات میں گنجائش ہے بھی یا نہیں؟ اور یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ اعدائے دین اور دشمنان ملت نے واضح جہالت کے پردے ان کی آنکھوں پر ڈال دیئے تھے اور جس کو خدا نور سے نہ نوازے، واقعتاً وہ نور فہم وفراست سے سرفراز ہو ہی نہیں سکتا ہے۔

ستم بر آں! کہ ان تاویلات کو وہ دین کی خدمت خیال کرتے تھے اور تاویلات کے ذریعے کافروں اور مسلمانوں کو ایک مذہب کے پیرو بتلاتے تھے۔

اس طرح کی تاویلات سے موصوف نے قرآن پاک میں تحریف کی اور دین اسلام کی تعلیمات کو مسخ کردیا اور شریعت مطہرہ کے ستھرے خدوخال کو بدصورت وبدنما کردیا، انہیں فاسد تاویلات کی بنیاد پر موصوف نے ''تفسیر القرآن'' کے نام سے اردو میں تفسیر تالیف کی، یہ تفسیر ''تفسیر القرآن'' کے بجائے ''تحریف القرآن'' کہلائے جانے کی مستحق ہے، بلکہ موصوف اپنی اس تحریف (بنام تفسیر) میں یہودی علماء سے بھی ایسی سبقت لے گئے کہ ان کو کہیں دور چھوڑ دیا، لیکن چونکہ نظم قرآن کی حفاظت کا خدائے پاک نے وعدہ فرما رکھا ہے، اس لیے موصوف اس نظم قرآنی میں تحریف وتغیر پر قادر نہ ہوسکے، وگرنہ ان کی شخصیت سے یہ تغیر وتحریف بھی کچھ بعید نہ تھا، اور قریب تھا کہ ان کو اس تحریف لفظی سے کوئی چیز نہ روکتی۔ اس طرح موصوف نے اہل یورپ اور اہل مغرب کی سازشی تحریکات کو بڑھاوا دینے کے لیے اپنا قیمتی دین فروخت کردیا۔

پھر ان کی یہ تحریفات یہاں تک ہی منحصر نہ رہیں، بلکہ اس الحاد وزندقہ آمیز تاویلات کو انہوں نے اپنی تفسیر اور دیگر تالیفات وخطبات میں خوب پھیلایا۔

سرسید کے کردار کے متعلق یہ چند نمونے ہیں، اس کے مطابق اے ہوشمندو! باخبر مخاطب! انصاف فرمائیے۔ انصاف بہترین صفت ہے۔ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے سوال کرتا ہوں کہ دینی معاملات یا حمیت وطنی اور حریت وطن میں سے کوئی معاملہ ایسا ہے جس کو تباہ وبرباد کرنے کی اس ملحد وزندیق نے کوشش نہ کی ہو، کاش! کہ اس کے یہ کفریہ نظریات وافکار لوگوں تک نہ پھیلتے (حقیقت یہ ہے کہ) موصوف نے تو یہ ارادہ کرلیا تھا کہ لوگوں کو اپنے دین کے تابع بنادیں اور لوگ ان کے منہ سے بکے ہفوات کو تسلیم کریں اور ان پر کاربند ہیں۔

اپنی بعض کتابوں میں موصوف نے حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ تک کے افکار کا استہزاء کیا، اندازہ لگائیے کہ اس بیوقوف ملحد وزندیق کی بیوقوفی کہاں تک پہنچ گئی اور اس کا یہ اندھاپن اسے کن راہوں پر گامزن کرگیا کہ اپنی باطل تاویلات وتحریفات کو دقائق واسرار شمار کرنے لگا، یہاں تک کہ اپنی تفسیر میں صحابہ کرام کے متعلق یوں کہہ گیا کہ: ''اونٹ چرانے والے، چرواہوں کو ان حقائق کی کیا خبر اور کیا سمجھ ہوسکتی ہے، اسی واسطے شریعت اسلامی نے ان کے لیے باریک مثالوں کے بجائے ان کی فہم ودانست کے مطابق ادنیٰ سی مثالیں بیان فرمائیں۔'' (یتیمۃ البیان فی شیء من علوم القرآن ص:۶۱ تا ۶۴) تصنیف سید محمد یوسف البنوری رحمہ اللہ۔

بہرحال جو شخص کامل علم اور خوف خدا سے عاری ہو اور سلف صالحین کی تفاسیر کی پیروی نہیں کرتا ہو اور ایک منصوبہ کے تحت قرآن عظیم کی معنوی تحریف کے پیچھے لگا ہوا ہو اور مسلمانوں کے بجائے غیر مسلموں کی خوشنودی کا طالب ہو وہ یہی کام کریگا اور اسی طرح شریعت کو مسخ کرنے کی کوشش کریگا اور اپنی دنیا وآخرت کو اسی طرح برباد کریگا چنانچہ آخری عمر میں اس کے بیٹے نے سید احمد خان کو گھر سے نکالا وہ بیچارہ ایک دوست کے ہاں رو رہا تھا اور وہیں مرگیا کفن دفن کے لیے مسلمانوں نے چندہ کیا گھر سے نکالنے کا قصہ تو ایک موٹی کتاب میں مذکور ہے جس کا نام نقش سرسید ہے اور کفن دفن کے لیے چندہ کا بیان تو دوسال پہلے جنگ اخبار نے شائع کیا تھا اللہ تعالیٰ انجام بد سے ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے۔

(جاری ہے)

درسِ قرآن کریم

# تین شبہات کے جوابات

(آخری قسط)

شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ''یـــا رب فاجعلنی من امۃ احمد''...اے میرے رب! پھر مجھے احمد مصطفیٰ کی امت میں سے بنادے...

دجال کو قتل کرے گی آپ کی امت اور احادیث میں صراحت ہے کہ دجال کو قتل کریں گے عیسیٰ علیہ السلام اس سے ثابت ہوگیا کہ عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ کے امتی ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو دو صفتیں عطا کیں فرمایا: ''یـــا مـــوســـیٰ! انـــی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ مـــا اتیتک وکن من الشـــاکرین'' ...اے موسیٰ! میں نے تجھے تمام لوگوں پر چن لیا ہے، اپنے پیغامات اور اپنے کلام کے ساتھ پس تو لے لے جو میں نے تجھے دیا اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا رہ....

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ''قـد رضیت یا رب''...اے میرے رب! میں راضی ہوں...

محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونا اتنا بڑا اعزاز ہے اور اتنی بڑی عزت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہیں، لیکن وہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی تمنا کرتے ہیں۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے سے ان کی شان میں، ان کی عظمت میں کمی نہیں آئی بلکہ ان کی شان دوبالا ہوگئی کہ اپنی امت کے نبی ہونے کا اعزاز باقی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا اعزاز بھی نصیب ہوگیا، جیسے ہمارا صدر پاکستان سعودیہ میں جاکر شاہی مہمان بن جائے تو ان سے ان کا صدر پاکستان ہونے کا اعزاز ختم نہیں ہوتا وہ بھی باقی ہے اور اس کے ساتھ شاہی مہمان کا اعزاز بھی مل گیا، ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے زمانہ کے لوگوں کے نبی ہونے کا اعزاز بھی باقی رہا اور مزید نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا اعزاز بھی مل گیا، اس سے آپ کا مرتبہ اونچا ہوا، کم نہیں ہوا۔

## شاہ جیؒ کا ملفوظ ہے:

خاتم النبیین کا معنی سمجھانے کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی اور امیر اول امیر شریعت حضرت عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کا ایک ملفوظ اور انداز بھی سنئے: حضرت امیر شریعتؒ عوام الناس کو سمجھانے کے لئے اپنے دامن کی جھولی بنالیتے اور ہاتھ کے اشارہ سے بتاتے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت یوں تقسیم کی (شاہ صاحب مٹھی بھر بھر کر دینے کا اشارہ کرتے) لیکن جب محبوب رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے ساری نبوت آپ کی جھولی میں ڈال دی، اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو دینے کے لئے نبوت کا کوئی ذرہ باقی رکھا ہی نہیں تو آپ کے بعد کوئی نبی کیسے آسکتا ہے؟؟؟

خاتم النبیین کا معنی ''نبیوں میں آخری نبی'' خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رسول، تابعین، تبع تابعین کے علاوہ امت کے سب ائمہ وعلماء نے یہی معنی کیا ہے اور اگر خاتم النبیین کا معنی ہو ''نبیوں کی مہر'' تو اس کی تشریح ایسی ہونی چاہئے جو آخری نبی والے معنی کے موافق ہو وہ یہ کہ آپ کی تشریف آوری سے سلسلۂ نبوت پر مہر لگ گئی اور جب کسی صندوق، بکس، تھیلے پر مہر لگ جاتی ہے تو مہر لگ جانے کے بعد باہر کی چیز اندر نہیں جاسکتی اور اندر کی چیز باہر نہیں آسکتی، اسی طرح نبیوں کی آمد کا سلسلہ چلتا رہا اور جب آپ کی آمد سے اس پر مہر لگ گئی تو اس مہر لگنے کے بعد جو نبی اس دائرہ نبوت میں آگیا وہ اس سے نکل نہیں سکتا اور جو نہیں آیا وہ اس میں داخل نہیں ہوسکتا، لہٰذا آپ کی تشریف آوری کے بعد کسی قسم کے کسی نبی کے اس سلسلۂ نبوت میں شامل ہونے کی اور اس دائرہ نبوت میں داخل ہونے کی کوئی گنجائش نہیں، اس معنی کے مطابق بھی ثابت ہوا کہ سیدالرسل، امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔

## قادیانی تحریف قرآن:

مرزا قادیانی نے خاتم النبیین کا معنی کیا نبیوں کی مہر، لیکن اس کی ایسی تشریح کی کہ امت مسلمہ کا متفقہ اجماعی عقیدہ اور نبوت کا متفقہ معیار بدل دیا تاکہ اس کی جھوٹی نبوت کی گنجائش نکل سکے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ پہلے نبوت وہبی ہوتی تھی یعنی اللہ کے انتخاب اور اللہ کے عطا کرنے سے ملتی تھی، لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد اللہ تعالیٰ نے معیار بدل دیا، اب نبوت کسبی ہے جو محنت اور کوشش کرکے حاصل کی جاسکتی ہے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں کہ اب نبوت آپ کی اطاعت کرکے حاصل کی جاسکتی ہے، یعنی اگر کوئی آدمی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا رہے اور اتنی اطاعت اور اتباع کرے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع میں فنا ہوجائے تو ایک ایسا مقام آجاتا ہے کہ اس پر نبوت کا فیضان ہوجاتا

ہے، وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل، بروز بن کر ظلی، بروزی نبی بن جاتا ہے۔اس کے جواب میں تین باتیں یاد رکھیں:

(۱) مرزا قادیانی سے پہلے کسی نے خاتم النبیین کی یہ تشریح نہیں کی، اب پوری امت مسلمہ ایک طرف ہے اور اکیلا مرزا قادیانی دوسری طرف ہے، پوری امت غلط اور گمراہ نہیں ہوسکتی۔مرزا قادیانی غلط اور گمراہ ہے۔

(۲) ہم کہتے ہیں جناب والا اگر اتباع رسول سے نبوت مل سکتی تو جتنی اطاعت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوبکر صدیقؓ نے کی ہے۔جتنی اطاعت عمر فاروقؓ نے کی ہے۔جتنی اطاعت عثمان غنیؓ نے کی ہے اور جتنی اطاعت علی المرتضیٰؓ نے کی ہے مرزا قادیانی ہزار دفعہ مرے ہزار دفعہ جئے، خلفائے راشدین کی اطاعت کے برابر تو کجا ان کی اطاعت کا کروڑواں حصہ بھی اطاعت نہیں کرسکتا، جب یہ حضرات اعلیٰ درجہ کی اطاعت کرنے کے باوجود نبی نہیں بن سکے تو مرزا قادیانی نبی کیسے بن سکتا ہے؟

(۳) ہم جب مرزا قادیانی کو اس کے اپنے مقرر کردہ معیار یعنی نبوت بذریعہ اطاعت رسول کے معیار پر پرکھتے ہیں تو اس میں اطاعت کا نام ونشان نظر نہیں آتا۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ میں اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے ایک کتاب لکھوں گا جس کا نام ہوگا براہین احمدیہ اس کی پچاس جلدیں ہوں گی، لیکن میرے پاس اس کو چھپوانے کے لئے پیسے نہیں ہیں، لہٰذا مسلمان میری مالی مدد کریں، لوگوں نے خوب پیسے جمع کرادیے۔مرزا قادیانی نے چار جلدیں لکھیں اس کے بعد خاموش ہوگیا درمیان میں کافی عرصہ گزر گیا پانچویں جلد وجود میں نہ آئی تو لوگوں نے شور مچایا کہ مرزا قادیانی نے وعدہ کیا تھا پچاس جلدیں لکھنے کا اور پیسے بھی پچاس جلدوں کے لئے لیکن صرف چار جلدیں لکھیں باقی پیسے کھا گیا، تو مرزا قادیانی نے بمشکل پانچویں جلد لکھی اور اس کے شروع میں لکھ دیا کہ وعدہ پچاس جلدوں کا تھا لیکن وہ وعدہ پانچ جلدوں سے پورا ہوگیا، کیونکہ پانچ اور پچاس میں زیرو کا فرق ہے اور زیرو کوئی چیز نہیں۔اس واقعہ سے مرزا قادیانی کے چار جرم ثابت ہوئے: ایک یہ کہ مرزا قادیانی نے وعدہ خلافی کی، دوسرا یہ کہ مرزا قادیانی نے دھوکا کیا، تیسرا یہ کہ مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا، چوتھا یہ کہ مرزا قادیانی نے پینتالیس جلدوں کے پیسے کھائے جو اس کے لئے حرام تھے، جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ۶۳ سال کی زندگی میں کسی سے وعدہ خلافی نہیں کی، کسی سے کبھی دھوکا نہیں کیا، کبھی جھوٹ نہیں بولا کبھی حرام تو کیا مشتبہ چیز کو بھی نہیں کھایا۔

اب آپ لوگ فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ہے یا نہیں؟ بالکل اطاعت نہیں کی جب اس نے اطاعت ہی نہیں کی تو اطاعت سے نبی کیسے بن گیا؟ لہٰذا مرزا قادیانی خود اپنے قائم معیار نبوت کے لحاظ سے دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہے۔☆☆

## تقسیم رزق کا حیرت انگیز واقعہ

مرسلہ: مولانا معروف احمد دین پوری

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں: میرے بڑے بھائی جناب ذکی کیفی صاحبؒ جو کہ حضرت تھانویؒ کے صحبت یافتہ تھے۔ایک دن انہوں نے فرمایا کہ تجارت میں بعض اوقات اللہ تعالیٰ ایسے ایسے منظر دکھاتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور رزاقیت کے آگے سجدہ ریز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لاہور میں ان کی دینی کتابوں کی دکان ہے وہاں بیٹھا کرتے تھے۔فرمایا کہ ایک دن جب میں نے صبح کو گھر سے دکان جانے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ شدید بارش شروع ہوگئی، اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ ایسی شدید بارش ہورہی ہے۔اس وقت سارا نظام زندگی تلپٹ ہے، ایسے میں دکان پر جاکر کیا کروں گا؟ کتاب خریدنے کے لئے کون دکان پر آئے گا؟ اس لئے کہ ایسے وقت میں اول تو گھر سے باہر نہیں نکلتے، نکلتے بھی ہیں تو شدید ضرورت کے لئے نکلتے ہیں۔کتاب اور خاص طور پر دینی کتاب تو ایسی چیز ہے کہ جس سے نہ تو بھوک مٹ سکتی ہے نہ کوئی دوسری ضرورت پوری ہوسکتی ہے اور جب انسان کی تمام ضروریات پوری ہوجائیں تو اس کے بعد کتاب کا خیال آتا ہے۔لہٰذا ایسے میں کون گاہک کتاب خریدنے کے لئے آئے گا؟ اور میں دکان پر جاکر کیا کروں گا؟ لیکن ساتھ ہی دل میں یہ خیال کہ میں نے تو اپنے روزگار کے لئے ایک طریقہ اختیار کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ کو میرے لئے رزق کے حصول کا ایک ذریعہ بنایا ہے، اس لئے میرا کام یہ ہے کہ میں جاکر دکان کھول کر بیٹھ جاؤں، چاہے کوئی گاہک آئے یا نہ آئے۔ بس میں نے چھتری اٹھائی اور دکان کی طرف روانہ ہوگیا، جاکر دکان کھولی اور قرآن مجید کی تلاوت شروع کردی، اس خیال سے کہ گاہک تو کوئی آئے گا نہیں، تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ لوگ اپنے اوپر برساتی ڈال کر آرہے ہیں اور کتابیں خرید رہے ہیں اور ایسی کتابیں خرید رہے ہیں کہ جن کی بظاہر فوری ضرورت بھی نظر نہیں آرہی تھی، چنانچہ جتنی بکری اور دنوں میں ہوتی تھی تقریباً اتنی ہی بکری اس بارش میں بھی ہوئی۔ میں سوچنے لگا کہ یا اللہ! اگر کوئی انسان عقل سے سوچے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اس آندھی اور طوفان والی تیز بارش میں کون دینی کتاب خریدنے آئے گا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ وہ جاکر کتابیں خریدیں اور میرے دل میں یہ ڈالا کہ تم جاکر دکان کھولو، مجھے پیسوں کی ضرورت تھی اور ان کو کتاب کی ضرورت تھی اور دونوں کو دکان پر جمع کردیا، ان کو کتاب مل گئی اور مجھے پیسے مل گئے۔ یہ نظام صرف اللہ تعالیٰ ہی بناسکتے ہیں، کوئی شخص یہ چاہے کہ میں منصوبے کے ذریعے اور کانفرنس کرکے یہ نظام بنالوں؟ باہمی منصوبہ بندی کرکے بنالوں تو ساری عمر بھی نہیں بناسکتا۔

# تحفظ ختم نبوت پروگرامز

رپورٹ: حافظ محمد کلیم اللہ نعمان

الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہر سال تحفظ ختم نبوت پروگرامز کراچی کے مختلف علاقوں میں منعقد کیے جاتے ہیں۔امسال کے پروگراموں کی مختصر رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

**پہلا پروگرام:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ جہانگیر روڈ کے زیر اہتمام جامع مسجد رحمانی حنفی میں طے پایا جس کے مہمان خصوصی مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد تھے۔انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں مرزا قادیانی کے گمراہ کن عقائد ونظریات کا پوسٹ مارٹم کیا اور اہل محلّہ کو خبردار کیا کہ ایمان کے ڈاکوؤں اور چوروں سے اپنی حفاظت کریں۔پروگرام میں مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحئی مطمئن کے علاوہ مولانا عبدالرحمن، مولانا ساجد جانان سمیت دیگر علماء کرام اور اہل محلّہ نے شرکت کی۔

**دوسرا پروگرام:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ بابولائن ریلوے کالونی کی جامع مسجد صدیق اکبر میں ترتیب دیا گیا۔مولانا قاضی احسان احمد نے اس موقع پر ’’عشق مصطفیٰ اور ہماری ذمہ داری‘‘ کے موضوع پر فکر انگیز بیان کیا۔انہوں نے کہا کہ جو حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا منکر ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ پروگرام جامع مسجد ہذا کے امام قاری عبدالرحمن کی نگرانی اور مفتی محمد اسرار کی صدارت اور ان کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔مولانا شیر اکبر، قاری محمد ابرار اور علاقے کے علماء کرام اور معززین شریک ہوئے۔

**تیسرا پروگرام:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ لیاقت آباد گوشت مارکیٹ کی جامع مسجد دارالسلام میں منعقد ہوا، جس کے مہمان خصوصی مولانا سید عتیق الحسن الحسینی تھے۔ پروگرام کا آغاز قاری راشد کی تلاوت وحمد سے ہوا، مسجد کے سیکریٹری حافظ محمود نے مختصر تعارف پیش کیا اس موقع پر مولانا عتیق الحسن الحسینی نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ زندگی کی کامیابی صرف اس بات میں ہے کہ ہم حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے اطوار اور اعمال کو اپنا لیں۔آخر میں راقم الحروف نے تحفظ ختم نبوت پروگرامز کی غرض و غایت اور اہمیت بیان کی۔ پروگرام میں حاجی اصغر چوہان، حافظ محمد صہیب، بھائی اعجاز اور دیگر کئی معزز شخصیات نے شرکت کی۔

**چوتھا پروگرام:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حلقہ وائرلیس گیٹ ڈرگ روڈ کے زیر اہتمام مسجد عائشہ میں انعقاد پذیر ہوا۔تلاوت اور حمد ونعت کے بعد حلقہ گرین ٹاؤن کے مبلغ مولانا مفتی محمد عادل غنی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت بیان کی۔ بعدازاں مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج ہم سب اس بات کا عہد کریں کہ ہم مسئلہ ختم نبوت اپنے گھروں میں، رشتہ داروں کو اور اپنی اولادوں کو لازمی سمجھائیں گے تاکہ ہماری نسلیں ان دشمنانِ ختم نبوت کے حملہ سے محفوظ رہیں۔پروگرام میں جامع مسجد ہذا کے امام مولانا خالد محمود جتوئی، مفتی طارق اور دیگر کئی علماء کرام اور اہل محلّہ شریک رہے۔

**پانچواں پروگرام:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ برنس روڈ کی جامع مسجد مدینہ میں رکھا گیا۔مولانا عبدالحمید نے تلاوت اور محمد شاہ رخ نے نعت پیش کی۔مولانا محمد رضوان نے ’’محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ پر مختصر بیان کیا۔بعدازاں مولانا قاضی احسان احمد نے اکابرین ختم نبوت کی جانفشانی اور عقیدۂ ختم نبوت کے لئے ان کی سنہری خدمات پر سیر حاصل گفتگو کی۔مولانا ظفر کے تعاون سے بہت اچھا انتظام رہا۔اس موقع پر مولانا حذیفہ، بھائی مستقیم، بھائی محمود، بھائی انس، بھائی ریحان اور علاقہ کے عاشقان مصطفیٰ نے بھرپور شرکت کی۔

**چھٹا پروگرام:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ چیل پاڑہ بجلی گراؤنڈ کے زیر اہتمام جامع مسجد جہانگیری میں منعقد ہوا۔راقم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مختصر تعارف اور عقیدۂ ختم نبوت پر گزارشات پیش کیں۔مہمان خصوصی حضرت مولانا احسن راجہ نے منکرین ختم نبوت اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کو احسن طریقے سے بے نقاب کیا، انہوں نے سامعین سے پُرزور اپیل کی کہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشن سے منسلک ہو جائیں جماعت کے ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک ملتان اپنے مطالعہ میں رکھیں، ردِ قادیانیت پر مفت لٹریچر دفتر ختم نبوت سے طلب فرمائیں۔ پروگرام میں مولانا وقار، مولانا عادل، مولانا ایوب، مولانا عبدالحئی مطمئن اور کثیر تعداد میں عوام نے شرکت کی۔

**ساتواں پروگرام:** بلوچ پاڑہ کی جامع مسجد فتح میں ہوا۔جہاں مولانا قاضی احسان احمد نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ آج قادیانی دجل وفریب سے

سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے شکوک و شبہات پھیلا رہے ہیں۔ نوجوانوں کو ان کے دجالی جال سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔ مسجد کے امام مولانا سلیم، مولانا راج مالک، مولانا نثار، مولانا عادل، مولانا وقار اور دیگر علماء سمیت اہل محلہ نے شرکت کی۔

آٹھواں پروگرام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ برنس روڈ کے زیر اہتمام جامع مسجد شہری میں منعقد ہوا، مولانا عبدالحمید نے تلاوت قرآن پاک کی۔ مولانا احسن راجہ نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اکابرین کی سرپرستی میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا عظیم مشن لے کر رواں دواں ہے۔ اس عقیدہ کی پاسبانی تمام مسلمانوں کی اہم ذمہ داری ہے۔ اس لئے ہمیں اس جماعت کے پروگراموں میں بھرپور حصہ لینا چاہئے۔ مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے حکومت وقت کی قادیانیت نوازی کی پرزور مذمت کرتے ہوئے کہا کہ قائداعظم یونیورسٹی کے شعبۂ فزکس کو قادیانی عبدالسلام کے نام سے منسوب کرنا مسلمانوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔ حکومت یہ فیصلہ لے اگر آپ اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں شامل نہیں کر سکتے تو کم از کم دشمنان ختم نبوت کے ہاتھ مضبوط نہ کریں۔ دوسری بات یہ کہ مسلمان قانون ناموس رسالت میں کسی قسم کی ترمیم ہرگز قبول نہیں کریں گے۔

مناظر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اکابرین ختم نبوت کی قربانیوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے کہ پاکستان میں قادیانیت کو ہر محاذ پر عبرتناک شکست کا سامنا ہے۔ وہ دن دور نہیں جب ان شاء اللہ! اس ملک سے قادیانیت کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ پروگرام میں مولانا ظفر، مفتی اسرار، مولانا عمر خطاب، مولانا تاج فراز، مولانا رضاء اللہ، مولانا آیت اللہ، مولانا مسعود لغاری، مولانا نثار، مولانا ایوب، حافظ محمد ہارون، حافظ یحییٰ، قاری عبدالرحمن اور دیگر کئی علماء کرام اور کثیر خلقت نے بھرپور شرکت کی۔

نواں پروگرام: جامع مسجد سبحانی میں مولانا عبدالرؤف رستم نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان کیا جبکہ کراچی کے مبلغ مولانا عبدالحی مطمئن نے منکرین ختم نبوت کے عقائد اور ان کی ارتدادی سرگرمیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ پروگرام میں مولانا راج مالک، مولانا نثار، مولانا سلمان زیب اور دیگر علماء کرام نے بھی شرکت کی۔

دسواں پروگرام: پاکستان چوک پر واقع جامع مسجد دکھنی میں انعقاد پذیر ہوا، جس میں مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدہ ختم نبوت، عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر مدلل اور عام فہم انداز میں بیان کیا اور حاضرین مجلس کو قادیانیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ پر آمادہ کیا۔ پروگرام میں مولانا محمد رضوان، مولانا عمران، مولانا عبدالحی مطمئن، مولانا محمد مستقیم پراچہ، مولانا مسعود احمد لغاری، قاری وحید اور دیگر کئی رفقاء ختم نبوت اور عوام الناس نے شرکت کی۔ پروگرام کے انتظامات بھائی مستقیم، بھائی بلال و فیضان نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سرانجام دیئے۔

☆☆..............☆☆

## نفیس الرحمن بلوچ کی وفات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

استاذ العلماء والحفاظ حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن شاہ جمالی مدظلہ اللہ پاک انہیں صحت و عافیت سے سرفراز فرمائیں۔ موصوف شاہ جمال مظفر گڑھ کے رہنے والے اور ٹاؤن شپ لاہور کے مدرسہ مخزن العلوم کے مہتمم ہیں۔ ایک عرصہ تک اوکاڑہ میں خطیب و امام رہے۔ مناظر اسلام مولانا محمد امین اوکاڑویؒ کے ساتھ مل کر قادیانیت اور عیسائیت پر تیاری کی اور ٹاؤن شپ لاہور قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے ان کے ایک فرزند ارجمند قاری عبیدالرحمن گوجرہ میں جامعہ سعدیہ کے بانی و مہتمم ہیں۔

موصوف کو اللہ پاک ایک بیٹا عطا فرمایا، جس کا نام نفیس الرحمن رکھا گیا۔ نام کی طرح نفیس اور خوبصورت نوجوان تھا۔ دارالعلوم کبیر والا میں ایک عرصہ تک زیر تعلیم رہا۔ تعلیم کی تکمیل تو نہ ہو سکی۔ البتہ والد محترم کا دست و بازو رہا۔ اسٹیٹ ایجنسی بنائی، جائیداد کی خرید و فروخت کرکے اپنے بچوں کا پیٹ پالتا رہا، انتہائی باصلاحیت اور ملنسار انسان تھا۔ اپنے آبائی علاقہ شاہ جمال میں کسی تقریب میں شمولیت کی۔ ۴ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ مطابق ۴ دسمبر ۲۰۱۶ء صبح نماز سے پہلے شاہ جمال سے نکلے، شورکوٹ کینٹ سے پہلے ایک بڑی نہر آتی ہے جو لمبی، چوڑی اور گہری ہے، نیند کا غلبہ ہوا۔ گاڑی نہر میں جا گری پچھلی سیٹ پر دو نوجوان بیٹھے ہوئے تھے، دروازہ کھلا تو وہ دونوں بچ گئے، جب کہ موصوف اور ان کی پھوپھی اگلی سیٹ پر تھی، گیٹ نہ کھل سکا، یخ ٹھنڈا پانی گہری نہر وقت اجل آن پہنچا، بوڑھے والدین کو روتا ہوا چھوڑ کر منوں مٹی کے نیچے سو رہے ہیں، اللہ پاک نے فضل و کرم فرمایا کہ نہر کے تیز ترین پانی میں گاڑی، بیٹیاں بیٹے سے بچ گئیں۔ اسی روز مغرب کے بعد ان کی نماز جنازہ گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ادا کی گئی، جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ راقم سفر میں ہونے کی وجہ سے جنازہ میں شرکت سے محروم رہا۔

۷ دسمبر کو ٹوبہ لاہور جاتے ہوئے، جامعہ سعدیہ میں برادرم قاری عبیدالرحمن مدظلہ کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے اکلوتے نوجوان بیٹے کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا، انہیں صابر و شاکر پایا۔ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ بوڑھے والدین، بہنوں، بیوہ اور پانچ چھ بیٹیوں کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین یا الہ العالمین۔

## فاضل دیوبند

# مولانا عبدالقادر شجاع آبادیؒ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

گزشتہ کسی شمارہ میں ذکر کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے شجاع آباد کی تحصیل کو بھی علوم ربانی سے محروم نہیں رکھا۔ ہمارے حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور امام العصر حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید تھے۔ مولانا محمد احسن بانی مدرسہ احسن العلوم حافظ والا دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ استاذ الکل حضرت مولانا غلام رسول پونٹویؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ حضرت مولانا سید درمحمد شاہ مخدوم عالی فاضل دیوبند تھے۔ حضرت مولانا خان محمد کھے آرائیں کے مدرسہ میں ایک عرصہ مدرّس رہے، فاضل دیوبند اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مولانا محمد اسحاق ساقی مدظلہ کے بزرگ رشتہ داروں میں سے تھے۔

حضرت مولانا محمد واصل جھنڈیر حق گو عالم دین تھے، اپنے بیٹوں کو دارالعلوم کبیر والا سے پڑھایا، آپ کے ایک بیٹے مولانا خدا بخش دارالعلوم کبیر والا کے فاضل تھے اور دوسرے فرزند ارجمند مولانا عبدالحی بھی دارالعلوم کبیروالا کے فاضل ہیں۔

مولانا غلام سرور منسے والا حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ کے بزرگوں میں سے تھے۔

غرضیکہ ہمارا علاقہ دارالعلوم دیوبند کے فیوض و برکات سے کبھی بھی محروم نہیں رہا۔ ہماری اپنی بستی (بستی منگھو) میں ایک فاضل دیوبند، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید باعمل عالم دین تھے، جن کا نام نامی، اسم گرامی مولانا عبدالقادر تھا۔ آپ نے ۱۹۴۴ء میں دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث کیا۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے دورۂ تفسیر پڑھا۔ دس سال کے قریب میاں پور تحصیل دنیا پور ضلع لودھراں میں درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

اللہ پاک نے انہیں صلاح وتقویٰ سے سرفراز فرمایا تھا۔ سانپ، بچھو کے ڈسے ہوئے پر دم کرتے مریض فوراً صحیح ہوجاتا۔

آپ کے فرزند ارجمند حکیم عبیداللہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت کو بچھو نے ڈس لیا، حضرت مولانا کے پاس دم کے لئے آئی۔ حضرت والا نے ایک مرتبہ دم کیا، صحیح نہ ہوئی، دوسری مرتبہ دم کیا صحیح نہ ہوئی، تیسری مرتبہ بھی درد ختم نہ ہوا، تو ہماری اماں سے فرمانے لگے کہ چھری لے آئیں، میں اپنی انگلی کاٹتا ہوں۔ اللہ پاک کا قرآن پڑھوں اور مریض صحیح نہ ہو، ہماری اماں نے کہا کہ ایک مرتبہ پھر دم کریں، اللہ پاک فضل فرمائیں گے۔ ایک مرتبہ پھر دم کیا، عورت صحیح ہوگئی۔ اس عورت کے جانے کے بعد فرمایا کہ بعض ایسے ناپاک وجود ہوتے ہیں، جن پر اللہ پاک کا قرآن بھی اثر نہیں کرتا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، آپ کے والد محترم میاں جی غلام رسول بھی صالح اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔

آپ نے ۱۹۵۹ء میں وفات پائی۔ اللہ پاک نے انہیں تین صاحبزادے عطا فرمائے، بڑے بیٹے مولوی حکیم عبیداللہ بڑی نہر کے پل پر مطب چلاتے ہیں۔ اللہ پاک نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی ہے، ہزاروں مریض تندرست ہوئے۔ دوسرے بیٹے حاجی حفیظ اللہ تھے جو چند سال پہلے فوت ہوئے۔ تیسرے صاحبزادے حاجی محمد ہاشم ہیں جو زندہ سلامت ہیں، تینوں بیٹوں کی اولادیں ہیں اور تینوں صوم وصلوٰۃ کے پابند، موجودہ حضرات میں بندہ کے برادر کبیر مولانا خادم اللہ نے توحید وسنت کی نشرواشاعت کے لئے طعن وتشنیع، دکھ درد برداشت کئے۔ الحمدللہ! ان کی اولاد میں حافظ، قاری، عالم ہیں۔

مذکورہ بالا شخصیات کے علاوہ دعوت وتبلیغ میں خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ہزاروں بندگان خدا کے عقائد واعمال کی تصحیح کا سبب بنے۔

ہمارے حضرت بہلویؒ نے تو ہزاروں مسلمانوں کو اللہ، اللہ سکھا کر انہیں ولایت کے اسرار و رموز سے شناسا فرمایا۔

میرے استاذ محترم مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ تفسیر اور نحو میں کمال درجہ کے استاذ تھے اور صاحب طرز خطیب تھے۔ آپ کے فیوض و برکات سے بھی ہزاروں مسلمان مستفیض ہوئے۔ رحمھم اللہ رحمۃ واسعۃ کاملۃ۔

### جناب اسلوب قریشی سے اظہار تعزیت

جناب اسلوب قریشی جو جمعیت طلباء اسلام کے صدر رہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں پروانہ وار حصہ لیا۔ ان کی اہلیہ محترمہ گزشتہ دنوں انتقال فرماگئیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا عبدالنعیم کی معیت میں جناب اسلوب قریشی سے تعزیت کا اظہار کیا اور مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعا کی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

# تحفظ ختم نبوت کی خاطر قربانیاں

چوتھی قسط

مولانا حذیفہ وستانوی

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی فرماتے ہیں:

"ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار ہوتے ہیں اور عہد نبوی سے لے کر آج تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل وتخصیص کے خاتم النبیین ہیں اور یہ مسئلہ قرآن کریم میں صریح آیات اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے، جس کا منکر قطعاً کافر ہے اور کوئی تاویل وتخصیص اس بارے میں قبول نہیں کی گئی۔" (احتساب قادیانیت، ج:۲، ص:۱۰)

یہاں ایک امر قابل غور ہے وہ یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس نازک وقت میں مدعی نبوت اور اس کی امت سے جہاد وقتال کو یہود اور نصاریٰ اور مشرکین سے جہاد وقتال پر مقدم سمجھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ مدعی نبوت اور اس کی امت کا کفر یہود اور نصاریٰ اور مشرکین کے کفر سے بڑھا ہوا ہے۔ عام کفار سے صلح ہوسکتی ہے ان سے جزیہ قبول کیا جاسکتا ہے، مگر مدعی نبوت سے نہ تو کوئی صلح ہوسکتی ہے اور نہ ہی اس سے کوئی جزیہ قبول کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت اگر آج کل جیسے سیاسی لوگ ہوتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیتے کہ باہمی تفرق مناسب نہیں۔ مسیلمہ کذاب اور اس کی امت کو ساتھ لے کر یہود اور نصاریٰ کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ حضرت علامہ محمد انور کشمیری قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ: مسیلمہ کذاب اور مسیلمہ پنجاب کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے! اس لیے کہ فرعون مدعی الوہیت تھا اور الوہیت میں کوئی التباس اور اشتباہ نہیں، ادنیٰ عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص کھاتا اور پیتا اور سوتا اور جاگتا اور ضروریات انسانی میں مبتلا ہوتا ہے وہ خدا کہاں ہوسکتا ہے؟ مسیلمہ مدعی نبوت تھا ظاہری بشریت کے اعتبار سے سچے نبی اور جھوٹے نبی میں التباس ہوسکتا ہے! اس لیے مدعی نبوت کا فتنہ مدعی الوہیت کے فتنہ سے کہیں اہم اور عظیم ہے اور ہر زمانے میں خلفاء اور سلاطین اسلام کا یہی معمول رہا کہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اسی وقت اس کا سر قلم کیا۔

اہل حق نے اس فتنہ کے استیصال کے لیے جو سعی اور جدوجہد ممکن تھی اس میں دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح مدعی نبوت سے جہاد بالسیف والسنان تو ارباب حکومت کا کام ہے اور جہاد قلمی اور لسانی یہ علماء حق کا کام ہے۔ سو الحمدللہ! علماء نے اس جہاد میں کوئی کوتاہی نہیں کی تقریر اور تحریر سے ہر طرح سے مدعی نبوت کا مقابلہ کیا۔

(احتساب قادیانیت: ج۲/ص۱۱،۱۲)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ "ختم النبوۃ فی الآثار" کے آغاز میں ختم نبوت پر اجماع کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجماع مسئلہ ختم نبوت پر اور اس کے منکر کے مرتد اور واجب القتل ہونے پر ہوا ہے۔

## مسیلمہ کذاب کا دعویٰ نبوت اور صحابہ کرامؓ کا اس پر جہاد:

اسلام میں یہ بات درجۂ تواتر کو پہنچ چکی ہے کہ مسیلمہ کذاب نے آنحضرت کی موجودگی میں دعوائے نبوت کیا اور بڑی جماعت اس کی پیرو ہوگئی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلا اہم جہاد جو صدیق اکبرؓ نے اپنی خلافت میں کیا ہے، وہ اسی جماعت پر تھا، جمہور صحابہ کرامؓ مہاجرین وانصار نے اس کو محض دعوائے نبوت کی وجہ سے اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی بنا پر کافر سمجھا اور باجماع صحابہ وتابعینؒ ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے اور یہی اسلام میں سب سے پہلا اجماع تھا، حالاں کہ مسیلمہ کذاب بھی مرزا صاحب کی طرح آپ کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا بلکہ بعینہٖ مرزا صاحب کی طرح آپ کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا، یہاں تک کہ اس کی اذان میں برابر اشہد ان محمدا رسول اللہ پکارا جاتا تھا، اور وہ خود بھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا۔ (تاریخ طبری:۳/۲۴۴)

الغرض! نبوت وقرآن پر ایمان اور نماز روزہ سب ہی کچھ تھا مگر ختم نبوت کے بدیہی مسئلہ کے انکار اور دعوائے نبوت کی وجہ سے باجماع صحابہ کافر سمجھا گیا اور حضرت صدیقؓ نے صحابہ کرامؓ، مہاجرین وانصار اور تابعین کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کی امارت میں مسیلمہ کے خلاف جہاد کے لیے یمامہ

کی طرف روانہ کیا۔

جمہور صحابہؓ میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ کیا اور کسی نے نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں کلمہ گو ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، نماز، روزہ، حج، زکوۃ ادا کرتے ہیں، اُن کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے؟

بعض لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا، صدیق اکبرؓ نے اُن پر جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت فاروقؓ نے وقت کی نزاکت اور مسلمانوں کی قلت وضعف کا عذر پیش کر کے ابتداً اُن کی رائے سے خلاف رائے ظاہر فرمائی، لیکن حضرت صدیقؓ کے ساتھ تھوڑے سے مکالمہ کے بعد ان کی رائے بھی موافق ہوگئی۔

الغرض حضرت فاروقؓ کا ابتداً خلاف کرنا بھی مسیلمہ کے واقعہ میں ثابت نہیں جیسا کہ بعض غیر محقق لوگوں نے سمجھا ہے۔

الحاصل بلاخوف و بلانکیر یہ آسمانِ نبوت کے ستارے اور حزب اللہ کا ایک جم غفیر یمامہ کی طرف بڑھا، اس کی پوری تعداد تو اس وقت نظر سے نہیں گذری مگر تاریخ طبری میں حضرت صدیق اکبرؓ کا ایک فرمان خالد بن ولیدؓ کے نام درج ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو صحابہ و تابعینؒ اس جہاد میں شہید ہوئے ان کی تعداد بارہ سو ہے۔ نیز اسی تاریخ میں ہے کہ مسیلمہ کی جماعت جو اس وقت مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے نکلی تھی اس کی تعداد چالیس ہزار مسلح جوان تھی، جن میں سے اٹھائیس ہزار کے قریب ہلاک ہوئے اور خود مسیلمہ بھی اسی فہرست میں داخل ہوا، باقی ماندہ لوگوں نے ہتھیار ڈال دیے، حضرت خالدؓ کو بہت مالِ غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے، اور پھر صلح ہوگئی۔

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہؓ کی کتنی بڑی جماعت اس میدان میں آئی تھی جنھوں نے ایک مسئلہ ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے نہ وقت کی نزاکت کا خیال کیا اور نہ مسلمانوں کی بے سروسامانی کا، اور نہ اس جماعت کے اذان و نماز اور تلاوت و اقرار نبوت، بلکہ اتنی بڑی عظیم الشان جماعت پر جہاد کرنے کے لیے باجماع و اتفاق اٹھ کھڑے ہوئے۔

(ختم نبوت، ص ۲۰۲ تا ۲۰۳)

اس کے بعد ان صحابہ کرامؓ کے نام تحریر فرماتے ہیں، جو ختم نبوت پر شاہد ہیں۔ ان صحابہ کرامؓ کے اسماء گرامی جو ختم نبوت کے شاہد ہیں:

حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عائشہ، حضرت اُبی بن کعب، حضرت انس، حضرت حسن، حضرت عباس، حضرت زبیر، حضرت سلمان، حضرت مغیرہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابوذر، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوہریرہ، حضرت جابر عبداللہ، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوالدرداء، حضرت حذیفہ، حضرت ابن عباس، حضرت خالد بن ولید، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عقیل بن ابی طالب، حضرت معاویہ بن حیدہ، حضرت بہز بن حکیم، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت بریدہ، حضرت زید بن اوفی، حضرت عوف بن مالک، حضرت نافع، حضرت مالک بن حویرث، سفینہ مولیٰ حضرت ام سلمہ، حضرت ابوالطفیل، حضرت نعیم ابن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابوحازم، حضرت ابومالک اشعری، حضرت ام کرز، حضرت زید بن حارثہ، حضرت عبداللہ بن ثابت، حضرت ابوقتادہ، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت ابن غنم، حضرت یونس بن میسرہ، حضرت ابوبکرہ، حضرت سعید بن جثیم، حضرت سعد، حضرت زید بن ثابت، حضرت عرباض ابن ساریہ، حضرت زید ابن ارقم، حضرت مسعود بن مخرمہ، حضرت عروہ بن رویم، حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت تمیم داری، حضرت محمد بن حزم، حضرت سہل بن سعد الساعدی، حضرت ابوزمل جہنی، حضرت خالد بن معدان، حضرت عمرو بن شعیب، حضرت سلیمہ بن نفیل، حضرت قرۃ بن ایاس، حضرت عمران بن حسین، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت ثوبان، حضرت ضحاک بن نوفل، حضرت مجاہد، حضرت مالک، حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت حبشی بن جنادہ، حضرت عبداللہ بن حارث، حضرت سلمہ اکوع، حضرت عکرمہ بن اکوع، حضرت عمرو بن قیس، حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ، حضرت عصمہ بن مالک، حضرت ابوقبیلہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت عبداللہ بن مسعود رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین!

یہ اتنی حضرات میرے مقدمہ کے گواہوں کی پہلی قسط ہیں، جو مرزا جی کی نبوت کے گواہ کنہیا لال وغیرہ نہیں؛ بلکہ آفتابِ نبوت کی شعاعیں، ہدایت کے ستارے، علوم نبوت کے وارث، ثقاہت و دیانت کے مجسمے، علم و عمل کے سارے عالم کے مسلّم اُستاذ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت کے افراد ہیں۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

’’یہ میرے مقتدا ہیں، پس (اگر دعویٰ ہے) اے غلام احمد مجلس میں اُن کی مثال پیش کر اس فرشتہ صفت جماعت پر اگر میں فخر کروں تو بجا ہے۔‘‘

ولے درام جواہر خانۂ عشق است تحویلش
کہ داروز یر گردوں میر سامانے کہ من دارم

یہ صحابہؓ کی جماعت ہے، ہم تو بحمد اللہ تعالیٰ اُن کی اقتدا کو ذریعہ نجات اور فرمانِ نبوی: ’’ما انا علیہ و اصحابی‘‘ کی تعمیل سمجھتے ہیں، اگر یہ حق پر ہیں تو ہم بھی اس کے متبع ہیں اور اگر حق رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے اُسوۂ حسنہ کے سوا کسی اور چیز کا نام ہے تو ہم شرح صدر سے کہتے ہیں کہ ہمیں ایسے مرزائی حق کی ضرورت نہیں۔

’’اور اگر میری ہدایت اسی میں منحصر سمجھی جائے کہ میں آپ کی محبت سے علیحدہ ہو جاؤں تو مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو میں ایسی ہدایت نہیں چاہتا۔‘‘ (ختم نبوت: ص۳۱۳ تا ۵۱۳)

اس کے بعد محدثین، مفسرین، فقہاء، متکلمین، صوفیاء کرام کے نام تحریر فرماتے ہیں:

## طبقات المحدثین:

اس باب میں ہم سب سے پہلے اُن حضرات محدثین کے اسمائے گرامی پیش کرتے ہیں، جنہوں نے ختم نبوت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں اور اختلافِ رائے یا تاویل و تخصیص کو اس میں ظاہر نہیں فرمایا؛ بلکہ اس کو بعینہٖ اپنی ظاہری مراد میں تسلیم کیا ہے اور چوں کہ وہ تمام احادیث مع حوالۂ صفحات کتاب اور تصریح اسمائے محدثین اسی رسالہ کے حصہ دوم میں گزر چکے ہیں، اس لیے اب مکرر حوالۂ صفحات یا نقل عبارات بالکل زائد سمجھ کر صرف اُن حضرات محدثین کے اسمائے گرامی شمار کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے، جن سے ہم نے روایاتِ حدیث لی ہیں:

’’امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری، امام المحدثین امام مسلم، نسائی، ابوداؤد سجستانی، ترمذی، ابن ماجہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل، طحاوی، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد طیالسی، طبرانی، ابن شاہین، ابونعیم، ابن حبان، ابن عساکر، حکیم ترمذی، حاکم، ابن سعد، بیہقی، ابن خزیمہ، ضیاء، ابویعلیٰ، محی السنہ بغوی، دارمی، خطیب، سعید بن منصور، ابن مردویہ، ابن ابی الدنیا، دیلمی، ابن ابی حاتم، ابن النجار، بزار، ابوسعید باوردی، ابن عدی، رافعی، ابن عرفہ، ابن راہویہ، ابن جوزی، قاضی عیاض، عبد بن حمید، ابونصر سجزی، ہروی، ابن منذر، دارقطنی، ابن السنی تلمیذ نسائی، رویانی، طبری فی الریاض النضرۃ، خطابی، خفاجی، حافظ ابن حجر در شرح بخاری، قسطلانی در شرح بخاری، نووی در شرح مسلم، صاحب سراج الوہاج در شرح مسلم، سندی در حاشیہ نسائی، شارح ترمذی، شعبی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔‘‘

(ختم نبوت: ص۶۱۳، طبقات المحدثین)

## طبقات فقہاء:

ابن نجیم، ابن حجر مکی، ملا علی قاری، علامہ سید محمود مفتی بغداد، شیخ سلیمان بجیری، عبدالرشید بخاری، فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین، صاحب فصول عماری، صاحب شرح منہاج وغیرہم۔ ان تمام فقہاء نے منکرِ ختم نبوت اور مدعی نبوت کو کافر، کاذب، دجال قرار دیا ہے۔ (ختم نبوت: ص۵۲۳)

## حضرات متکلمین:

ابن حزم اندلسی، امام نسفی، علامہ تفتازانی، حضرت شاہ عبدالعزیز، صاحب جواہر توحید، امام عبدالسلام، عبدالغنی نابلسی، ابوشکور سالمی، امام سفارینی، امام غزالی۔

## صوفیائے کرام:

عبدالرحمٰن جامی، نظامی گنجوی، صاحب شرح تعرف، عبدالقادر جیلانی، عماد الدین اموی، تقی الدین عبدالملک، محی الدین ابن عربی، مجدد الف ثانی وغیرہم۔

علمائے امت کے ہر طبقہ اور ہر جماعت میں سے چند ارکان و عمائد کی شہادتیں آپ کے سامنے آچکی ہیں، جن میں بغیر کسی تاویل و تخصیص اور بلا تقسیم و تفصیل کے جس چیز کا نام عرفِ شریعت میں نبوت ہے اس کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مختتم مانا گیا ہے۔ (ختم نبوت: ص۵۲۳)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے تو قانونِ فطرت سے بھی مسئلہ ختم نبوت کو ثابت کر کے بتلایا ہے۔ فرماتے ہیں:

## قانونِ فطرت بھی ختم نبوت کا مقتضی ہے:

کائنات عالم پر سرسری نظر ڈالنے والا دنیا میں دو چیزیں دیکھتا ہے، ایک وحدت دوسری کثرت؛ لیکن جب ذرات حل کیا جائے اور نظر کو عمیق کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں بھی وحدت ہی اصل الاصول ہے، جتنی کثرتیں سطحی نظر میں سامنے آتی ہیں وہ بھی کسی وحدت میں منسلک ہیں اس کا شیرازۂ وجود منتشر ہو کر قریب ہے کہ عدم میں شامل ہو جائے، اس لیے ایسی کثرت کو موجود کہنا بھی فضول ہوگا۔

مثال کے لیے دیکھئے کہ جب ہم آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہیں تو اس کے محیر العقول طول و عرض میں بے شمار کثرتیں پھیلی ہوئی دکھائی دیتی ہیں؛ لیکن جب ان کثرتوں کے سلسلہ میں نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کثرتیں ایک ہی مرکز کے ساتھ وابستہ ہیں، اور ایک ہی محور پر حرکت کر رہی ہیں، اور اگر ان کا سلسلہ اس وحدت پر منتہی نہ ہوتا تو یہ نظامِ سماوی کسی طرح باقی نہ رہ سکتا تھا۔ (جاری ہے)

# مرزا قادیانی کا تعارف و کردار

(۲۵)

حافظ عبید اللہ

## ایک مرزائی شوشہ

مرزا قادیانی کی مسٹر پگٹ کی زندگی میں موت نے جماعت مرزائیہ کو ایسا جھٹکا دیا کہ آج تک انہیں سمجھ نہیں آرہی کہ وہ اس کا کیا جواب دیں، مرزا قادیانی کی موت کے بعد پہلے تو جماعت مرزائیہ نے بھرپور کوشش کی کہ مرزا کا یہ انگریزی اشتہار دنیا کی نظروں میں نہ آئے، مرزا قادیانی کے ’’مجموعہ اشتہارات‘‘ میں بھی آپ کو یہ اشتہار کہیں نہیں ملے گا، لیکن جب یہ اشتہار منظر عام پر آیا تو اپنی پرانی عادت کے مطابق ’’مرزائی محققین‘‘ نے یہاں بھی آتھم اور محمدی بیگم کے خاوند کے بارے میں استعمال کیا جانے والا مرزائی ہتھیار استعمال کرنے کی کوشش کی چنانچہ یہ شوشہ چھوڑا کہ ’’مرزا قادیانی نے پگٹ کو یہ وارننگ دی تھی کہ اگر وہ اپنے دعووں سے باز نہ آیا تو پھر وہ میری زندگی میں مر جائے گا‘‘ اور چونکہ مرزا قادیانی کے اس انگریزی اشتہار کے شائع ہونے کے بعد مسٹر پگٹ نے کبھی اپنے مسیح یا خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا لہٰذا مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی ٹل گئی۔

## جواب

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مرزا قادیانی کے اس اشتہار کے بعد مرزا قادیانی کی زندگی میں پگٹ کی طرف سے یہ اعلان ہوتا کہ ’’میں اپنے مسیح اور خدا ہونے کے دعوے سے دست بردار ہونے کا اعلان کرتا ہوں‘‘ لیکن اس کی طرف سے ایسا کوئی اعلان مرزا کی زندگی میں تو کیا کبھی بھی نہ ہوا اور وہ مسلسل اپنے نظریات کا پرچار کرتا رہا اور بدستور اپنے گروہ کا سربراہ رہا، خود جماعت قادیانیہ بھی اقرار کرتی ہے کہ ’’اگرچہ انگلینڈ کے چرچ نے پگٹ کے خلاف سخت کاروائی بھی کی اور اسے چرچ سے الگ کروا دیا گیا لیکن وہ اپنے دعوے سے باز نہ آیا اور یہی کہتا رہا کہ میں خدا ہوں‘‘ (دیکھیں: مجلس انصار اللہ امریکہ کی طرف سے شائع شدہ انگریزی رسالہ Approaching the West مصنفہ مبشر احمد ایم اے۔ ایل ایل بی، صفحہ ۱۶)، نیز مرزا قادیانی کے بقول اس کے خدا نے اُسے بتایا تھا کہ پگٹ توبہ نہیں کرے گا، مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۰۲ء بروز پنجشنبہ مرزا کو ایک خواب آیا جو یوں لکھا ہے:

’’پگٹ کے متعلق دُعا اور توجہ کرنے سے حضرت اقدس نے رؤیا میں دیکھا کہ کچھ کتابیں ہیں جن پر تین بار تسبیح تسبیح تسبیح لکھا ہوا تھا، پھر الہام ہوا: واللہ شدید العقاب ۔ انھم لا یحسنون۔ اِس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی (یعنی پگٹ کی۔ ناقل) موجودہ حالت خراب ہے اور یا آئندہ توبہ نہ کریں گے، اور یہ معنے بھی اس کے ہیں کہ لا یؤمنون باللہ (یعنی اللہ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ ناقل) اور یہ مطلب بھی اس سے ہے کہ اس نے اچھا کام نہیں کیا، اللہ تعالیٰ پر افترا اور منصوبہ باندھا اور اللہ شدید العقاب ظاہر کرتا ہے کہ اس کا انجام اچھا نہ ہوگا اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ حقیقت میں یہ بڑی شوخی ہے کہ خدائی کا دعویٰ کیا جائے۔‘‘ (تذکرہ ص: ۳۶۰، ۳۶۱، طبع چہارم)

الغرض! مسٹر پگٹ کے بارے میں ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ اس نے مرزا قادیانی کے اشتہار کے بعد اپنے نظریات یا دعووں سے رجوع کر لیا تھا، لہٰذا مرزا قادیانی کا پگٹ کی زندگی میں ہی مر جانا اور پگٹ کا اس کے بعد کئی سال تک زندہ رہنا خود باقرار مرزا اُس کے جھوٹے ہونے کی ناقابل تردید دلیل ہے۔

## مرزا قادیانی کے ناقابل فہم اور جھوٹے الہام

مرزا قادیانی کے الہاموں کی کہانی بھی بڑی دلچسپ ہے، اس کی اپنی زبان تو پنجابی تھی لیکن الہام اسے عربی، انگریزی، سنسکرت اور عبرانی وغیرہ ایسی زبانوں میں بھی ہوتے تھے جن سے وہ اپنے بقول واقف ہی نہیں تھا اور وہ ایسے الہاموں کا مطلب دوسرے لوگوں سے پوچھا کرتا تھا، چنانچہ خود لکھتا ہے:

’’بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن: ۱۸، ص: ۴۳۵)

اور دوسری طرف خود مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا کہ:

’’یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن: ۲۳، ص: ۲۱۸)

## مرزا کے انگریزی الہام اور ہندو لڑکا

مرزا قادیانی اپنے اوپر ہونے والے الہاموں کا مطلب دوسرے لوگوں سے پوچھا کرتا تھا اس کا ایک ثبوت مرزا کا یہ خط ہے جو اس نے اپنے اس

وقت کے مرید میر عباس علی شاہ کو لکھا (یہ صاحب بعد میں مرزا قادیانی کی جماعت سے الگ ہوگئے تھے)، اس خط سے ایک اقتباس پیش خدمت ہے:

’’مخدومی و مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا چوں کہ اس ہفتے میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں اور اگرچہ بعض ان میں سے ایک ہندو لڑکے سے دریافت کیے ہیں مگر قابل اطمینان نہیں، اور بعض منجانب اللہ بطور ترجمہ الہام ہوا تھا اور بعض کلمات شاید عبرانی ہیں۔ ان سب کی تحقیق و تنقیح ضرور ہے تا بعد تنقیح جیسا کہ مناسب ہو اخیر جزو میں کہ اب تک چھپی نہیں درج کیے جائیں۔ آپ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد دریافت کر کے صاف خط میں جو پڑھا جاوے اطلاع بخشیں اور وہ کلمات یہ ہیں۔ پریشن۔ عمر براطوس۔ یا پلاطوس یعنی پڑطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے، بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور عمر عربی لفظ ہے اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں، پھر دو لفظ اور ہیں ھو شعنا نعسا معلوم نہیں کس زبان کے ہیں۔‘‘ (مکتوبات احمد، ج:۱،ص:۵۸۳،۵۸۴ مکتوب نمبر ۳۶ بنام میر عباس علی شاہ صاحب)

اس خط سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی پر اس کے خدا کی طرف سے ایسے ایسے الہام ہوتے تھے جن کا مطلب اسے پتہ نہیں ہوتا تھا اور وہ اپنے مریدوں بلکہ غیر مسلموں (ہندوؤں) سے ان الہاموں کا مفہوم پوچھا کرتا تھا، یہ ایک الگ موضوع ہے، ہم یہاں صرف نمونے کے طور پر مرزا قادیانی کے دو ایسے الہام ذکر کریں گے جن کی تشریح اس نے خود کی لیکن وہ جھوٹے نکلے۔

## ایک قادیانی دھوکہ

دوستو! آپ نے پڑھا کہ مرزا قادیانی پر اس کے بقول ایسی زبانوں میں بھی الہام ہوتے تھے جنہیں وہ سمجھ نہیں سکتا تھا اور ایسے الہاموں کا مطلب وہ دوسرے لوگوں سے پوچھا کرتا تھا یہاں تک کہ ہندوؤں سے بھی، اس کے جواب میں قادیانی مربی ایک عجیب وغریب بات پیش کرتے ہیں، کہتے ہیں صحیح بخاری میں آتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی وحی نازل ہوئی تھی تو آپ کو ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئی تھیں جو کہ عیسائی ہوگئے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر ہونے والی وحی کے بارے میں ان کے ساتھ مشورہ کیا تھا، جس سے ثابت ہوا کہ نبی اپنی وحی کے بارے میں کافروں سے بھی مشورہ کرسکتا ہے، لہٰذا مرزا قادیانی نے اگر کسی ہندو سے اپنے الہام کا مطلب پوچھ لیا تو اس میں اعتراض والی کیا بات ہے؟۔

## جواب

پہلی بات یہ کہ مرزا قادیانی نے ہندو لڑکے یا اپنے مرید میر عباس علی شاہ سے اپنے الہام کے بارے میں مشورہ نہیں کیا تھا بلکہ مرزا کے بقول وہ اپنے ان الہامات کا مطلب اور مفہوم ہی نہیں سمجھا تھا اور اس نے ہندو لڑکے سے وہ پوچھا تھا، جبکہ ورقہ بن نوفل والی روایت میں ایسی کوئی بات نہیں کہ نبی کریم نے ان سے یہ پوچھا ہو کہ مجھ پر فلاں الفاظ نازل ہوئے ہیں ان کا مطلب میں نہیں سمجھ سکا وہ آپ بتادیں، بلکہ صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

ترجمہ: ’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (غار حراء) سے ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ آئے تو آپ کا دل دھڑک رہا تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو کہ نصرانی ہوگئے تھے اور انجیل کو عربی میں پڑھتے تھے، ورقہ نے پوچھا کہ آپ کیا دیکھتے ہیں؟ آپ نے انہیں بتایا تو انہوں نے کہا کہ یہی ہیں وہ ناموس جنہیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا اور اگر میں تمہارے زمانے تک زندہ رہا تو میں تمہاری مدد کروں گا۔‘‘ (صحیح بخاری، حدیث نمبر3392)

اس حدیث میں اس واقعہ کا ذکر ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی (سورۃ العلق کی ابتدائی آیات) لے کر آئے تھے (یہ روایت تفصیل کے ساتھ صحیح بخاری کے شروع میں بھی بیان ہوئی ہے، حدیث نمبر 2 اور 3)، اس روایت میں صرف یہ بیان ہے کہ جب آپ گھر تشریف لائے تو آپ گھبرائے ہوئے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کی بینائی بھی ختم ہو چکی تھی انہوں نے انجیل پڑھ رکھی تھی، انہوں نے واقعہ سنا تو جان گئے کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ذکر کتب سابقہ میں موجود ہے اور وہ فرمایا جو اوپر روایت کے ترجمے میں گزرا، نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ فرمایا کہ ان الفاظ کا مطلب مجھے سمجھ نہیں آیا اور نہ ہی ایسی کوئی بات ہوئی، لہٰذا اس روایت کا مرزا قادیانی کے اپنے انگریزی الہاموں کا مطلب ایک ہندو سے پوچھنے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، نیز ورقہ بن نوفل کے بارے میں آتا ہے کہ وہ مشرک نہ تھے بلکہ انجیل کی اصل تعلیمات پر عمل پیرا تھے، لہٰذا یہ کہنا کہ وہ کافر تھے یہ بھی غلط ہے۔

## مرزا کا الہام ’’بکر وثیب‘‘

سنہ ۱۸۹۷ء میں مرزا قادیانی نے اپنا رسالہ ’’ضمیمہ انجام آتھم‘‘ لکھا، اس میں ایک واقعہ کا ذکر کیا،

آیئے پڑھتے ہیں:

’’مولوی محمد حسین بٹالوی کو حلفاً پوچھنا چاہیے کہ کیا یہ قصہ صحیح نہیں کہ یہ عاجز اس شادی سے پہلے جو دہلی میں ہوئی اتفاقاً اس کے مکان پر موجود تھا اس نے سوال کیا کہ کوئی الہام مجھ کو سناؤ۔ میں نے ایک تازہ الہام جو انہی دنوں میں ہوا تھا اور اس شادی اور اس کی دوسری جز پر دلالت کرتا تھا اس کو سنایا اور وہ یہ تھا کہ بکر و ثیب ۔یعنی مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہوگی اور پھر بعدہ ایک بیوہ سے۔ میں اس الہام کو یاد رکھتا ہوں مجھے امید نہیں کہ محمد حسین نے بھلا دیا ہو۔ مجھے اس کا وہ مکان یاد ہے جہاں کرسی پر بیٹھ کر میں نے اس کو الہام سنایا تھا اور احمد بیگ کے قصے کا ابھی نام ونشان نہ تھا اور نہ ابھی اس دوسری شادی کا کچھ ذکر تھا۔ پس اگر وہ سمجھے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا نشان تھا جس کا ایک حصہ اس نے دیکھ لیا اور دوسرا حصہ جو ثیب یعنی بیوہ کے متعلق ہے دوسرے وقت میں دیکھ لے گا۔‘‘

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم ،رخ 11 صفحہ 298 حاشیہ)

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام رکھا ’’تریاق القلوب‘‘ اس کے ٹائٹل صفحہ پر اس کی تاریخ اشاعت 28 /اکتوبر 1902ء لکھی ہے لیکن مرزائی مشنری مولوی جلال الدین شمس کا کہنا ہے کہ اس کتاب کی تالیف مرزا قادیانی نے سنہ ۱۹۰۰ء میں مکمل کر لی تھی اور اس کی اشاعت بوجوہ اس وقت نہ ہو سکی (دیکھیں تعارف رخ جلد 15 از مولوی جلال الدین شمس)لہٰذا ہم یہی فرض کر لیتے ہیں کہ یہ کتاب مرزا نے سنہ 1900ء میں لکھی تھی ، اس میں ایک جگہ مرزا نے یہی واقعہ دوبارہ یوں لکھا ہے:

’’تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ بکر و ثیب جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کیے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا۔ اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔‘‘ (تریاق القلوب ،رخ 15 صفحہ 201 حاشیہ)

(جاری ہے)


اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ

مکمل علاج، مکمل خوراک

فیصل

قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام

معجونِ قوتِ اعصاب زعفرانی

133 اجزاء کا سیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

اہم اجزاء

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| زعفران | جائفل | ناگرموتھ | مغز بندق | آرد خرما | جوہر آہن |
| مصطگی | جلوتری | تج | مغز ہولہ | سنگھاڑا | کشتہ چاندی |
| مروارید | دارچینی | اکر | لاچی خورد | بیج کا کونج | مغز فندق |
| ورق طلاء | لونگ | ماگیں | لاچی کلاں | تخم عشق پیچہ | |
| ورق نقرہ | گوند کیکر | جڑ سونگھے | زنجبیل | ماجو | |
| مغز چلغوزہ | مغز بادام | رس کونپلی | بہمن سفید | گوند کتیرہ | |

33 اجزاء

معجون تسکین دل

دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے

ٹ دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔

قیمت 1200 روپے

ٹ جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔

وزن 500 گرام

ٹ عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

اجزاء

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| آب سیب | آب انار | آب ادرک | ورق نقرہ | تخم خرفہ |
| آب بہی | آب لیمن | شہد خالص | بہمن سفید | گاؤزبان |
| زعفران | مروارید | ورق طلاء | کشنیز | بادرنجبویہ |
| ابریشم | گل سرخ | گل نیلوفر | تخم کاہو | درونج عقربی |
| صندل سفید | طباشیر | آملہ | جوہر مرجان | مغز تربوز |
| گل ورقی | لاچی خورد | کہربائی | بہمن سرخ | |

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری 0314-3085577

فیصل FOODS شاہ رملانی ڈی گراؤنڈ سپلائرز کالونی فیصل آباد

سلام زندہ باد

تاجدار ختم نبوت زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی

لا نبی بعدی

# عظیم الشان سالانہ ختم نبوت اجتماع ان شاء اللہ

## 11 مارچ عصر بروز ہفتہ تا 12 مارچ عصر بروز اتوار 2017

زیر سایہ

شیخ المعقول والمنقول حضرت مولانا حمد اللہ جان الداجوی صاحب

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

زیر سرپرستی

حضرت مولانا نور الہادی صاحب شاہ منصور

زیر صدارت و اختتامی دعا

حضرت مولانا اعزاز الحق صاحب

خواجہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب

شاہین ختم نبوۃ

حضرت مولانا ڈاکٹر اللہ وسایا صاحب

مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

مفتی حضرت مولانا محمد شہاب الدین صاحب

حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب

قاضی مولانا احسان احمد صاحب

مفتی حضرت مولانا محمد راشد المدنی صاحب

**ضروری نوٹ**

اجتماع گاہ میں رات کو قیام کرنے والے احباب موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں

نیز دیگر مہمان اور مقامی علماء کرام حضرات بھی تشریف لائیں گے

بمقام

خانقاہ شمسیہ نقشبندیہ (جدید) شاہ منصور

منجانب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ضلع صوابی

0314-9873636
0333-9406293

Sardar graphix & printing press Swabi 0311-1491391